www.zumzum.com/khatme-nubuwwat

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۷ | ۶ تا ۱۲ شعبان ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۷ نومبر تا ۳ دسمبر ۱۹۹۸ء | شمارہ نمبر ۲۷

جھوٹے مُدعیانِ نبوت کی تحریکیں

قانونِ توہینِ رسالت

حقائق و واقعات کی روشنی میں

بہائی مذہب کیا ہے؟

ختمِ نبوت کانفرنس چنڈی گڑھ

باہمی اتحاد و اتفاق کی اہمیت

قیمت: ۵ روپے

حج بذریعہ اسپانسرشپ اسکیم

(غلام محمد قریشی' کراچی)

س : اس اسکیم میں وہ لوگ درخواست دے سکتے ہیں' جن کے رشتہ دار یا دوست احباب غیر ممالک سے ان کے نام کا امریکن ڈالر میں بینک ڈرافٹ روانہ کریں۔ آج کل دیکھنے میں آیا ہے کہ کچھ لوگ مقامی منی چینجر (Money Changer) سے اپنے نام کا بینک ڈرافٹ سرکاری قیمت سے زیادہ قیمت (Open Market Rate) ادا کرکے بنواتے یا خریدتے ہیں۔

آپ سے مشورہ لینا ہے کہ حج پہ جانے کے لئے کیا یہ جائز ہے؟

ج : چونکہ ہماری کرنسی میں اور امریکہ کی کرنسی میں فرق ہے' اس لئے ایجنٹ سے ڈرافٹ بنوالینا جائز ہے۔

(شاہد ایوب' نواب شاہ)

س : موجود حالات میں خواتین کا نوکری کرنا کیسا ہے؟ کیونکہ بہت سے ایسے حالات ہوتے ہیں جن میں غیر شرعی کام ہوتے ہیں مثال کے طور پر اگر نوکری کسی دوسرے شہر میں ہے تو روزانہ سفر محرم کے بغیر اور کئی دفعہ ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ کر' تقریباً پردہ بھی صحیح نہیں ہوتا' ایسے حالات میں نوکری جائز ہے یا ناجائز؟ بہت سی جگہ غیر محرم سے اختلاط بھی ہوتا رہتا ہے؟

ج : عورت کو اگر نوکری کرنے کی مجبوری ہو تو اس کو باپردہ اپنے گھر کے قریب نوکری کی گنجائش ہے ورنہ اگر اس کو مجبوری نہ ہو مثلاً" اس کے کمانے والے موجود ہوں یا اس کے پاس قریب کی جگہ میسر نہ ہو تو ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ کر دور دراز جانا شرعاً" جائز نہیں۔ اس سے بعض دفعہ ناگفتنی قصے پیش آجاتے ہیں۔

(عبدالحفیظ' اسلام آباد)

س : کیا فرماتے ہیں مفتیان و علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آدمی چھ لاکھ کی گاڑی فروخت کرتا ہے اور قیمت کی وصولی تین ہزار ماہانہ قسط کی صورت میں کرتا ہے تو سال میں تقریباً" چھتیس ہزار روپے وصول ہوجاتے ہیں' احتمال چھتیس ہزار سے کم کا راجح ہے بنسبت اس سے زائد کے تو اس صورت میں بھی زکوٰۃ کس طرح دی جائے گی۔ کیا چھ لاکھ کی یا چھتیس ہزار کی یا چھتیس ہزار سے کم جتنی بھی سال میں وصول ہوجائے۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ کبھی کبھار یہ چھ کے چھ لاکھ ضائع بھی ہوجاتے ہیں۔ یعنی عموماً" مل ہی جاتے ہیں' لیکن ضائع ہونے کا بھی احتمال کچھ نہ کچھ ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

ج : چونکہ اس شخص نے چھ لاکھ کی گاڑی بیچی ہے تو گویا اس کا چھ لاکھ روپیہ خریدار کے ذمہ ہے' ان میں سے چھتیس ہزار تو اس کو سالانہ وصول ہورہے ہیں اور باقی رقم بذمہ خریدار ہے' اور شریعت کا اصول یہ ہے کہ جب کسی شخص نے کسی کو ادھار رقم دی ہو' ایک سال لے لئے یا چند سالوں لے لئے تو اس رقم کی زکوٰۃ ہر سال مالک کے ذمہ یعنی ادھار دینے والے کے ذمہ ہے۔ (واللہ اعلم)

(سجاول بھٹی' کراچی)

س : میں جب بھی نماز پڑھنا شروع کرتا ہوں تو ذہن میں بہت برے خیالات آتے ہیں۔ جیسے ان کی تصویر میرے بالکل سامنے ہو بہت کوشش کرتا ہوں کہ یہ خیالات نہ آئیں۔ لیکن بہت مجبور ہوں اور ساتھ ہی اگر کوئی شور شرابہ ہو تو نماز میں بھول جاتا ہوں' کیا میری نماز ہوجاتی ہے یا کہ نہیں؟ اور ان کا کوئی روحانی حل فرمائیں۔

جب جمعہ نماز کی نیت کی جاتی ہے تو تمام یعنی سنت' نفل' فرض میں جمعہ نماز کہنا ضروری ہے یا کہ صرف اور صرف دو رکعات فرض کے ساتھ جمعہ نماز کہنا ہے۔ باقی کے ساتھ نہیں۔ یعنی پوری درست نیت نماز کی تفصیل سے کہنا؟

ج : نماز شروع کرنے سے پہلے چند لمحے یہ تصور کرلیا کریں کہ میری بارگاہ رب العزت میں پیشی ہورہی ہے' اگر جج کے سامنے کسی شخص کے قاتل ہونے یا نہ ہونے کی پیشی ہورہی ہو تو ظاہر بات ہے کہ اس کو خیالات نہیں آئیں گے' بس آپ یہ تصور کرکے کہ سب سے بڑے احکم الحاکمین کے سامنے میں پیش ہورہا ہوں اور میرے لئے حق تعالیٰ شانہ کی جانب سے فیصلہ ہونے والا ہے' اس کی پابندی کریں گے تو انشاء اللہ آپ کو ان وساوس اور خیالات سے نجات مل جائے گی۔

(۲) کسی نماز میں الفاظ کا زبان سے کہنا ضروری نہیں' البتہ نیت دل کا فعل ہے۔ دل میں پوری طرح مستحضر ہو کہ میں فرض پڑھ رہا ہوں یا سنت یا نفل۔ (واللہ اعلم)

○

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

جلد ۱۷ | ۶ تا ۱۲ شعبان ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۷ نومبر تا ۳ دسمبر ۱۹۹۸ء | شمارہ ۲۷

بیاد:
☆امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆مولانا محمد علی جالندھریؒ ☆مولانا لال حسین اخترؒ
☆مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆مولانا محمد حیاتؒ ☆مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
☆مولانا محمد شریف جالندھریؒ

سرپرست: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ
مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مدیر: مولانا اللہ وسایا

اس شمارے میں

- ربوہ کے نام کی تبدیلی کی قرارداد..... پنجاب اسمبلی کا بہترین اقدام (اداریہ) 4
- باہمی اتحاد و اتفاق کی اہمیت (مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری) 6
- جھوٹے مدعیان نبوت کی تحریکیں (مولانا زاہد الراشدی) 9
- قانون توہین رسالت حقائق و واقعات کی روشنی میں (مولانا محمد عبد اللہ علی) 13
- بہائی مذہب کیا ہے؟ (جناب منظور احمد شاہ آسی) 17
- تحفظ ختم نبوت کانفرنس چنڈی گڑھ (مولانا شاہ عالم گورکھپوری) 19
- حضور اکرمؐ کا خط کسریٰ کے نام، خط کی توہین اور کسریٰ کا انجام (مولانا مسعود قاسم) 21
- ختم نبوت کونشن پھلوال جوہر آباد میں قادیانیوں کی سازش ناکام 23
- مولانا اللہ وسایا کا دورہ حیدر آباد، ٹولاری، ٹالی 26

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر
مولانا عبد الرحیم اشعر
مولانا مفتی محمد جمیل خان
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر: محمد انور
قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ
ٹائٹل ڈیزائن: محمد خرم
کمپوزر/پروف ریڈنگ: فیصل عرفان

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ امریکی ڈالر، یورپ افریقہ: ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۵ روپے
سالانہ: ۲۵۰ روپے، ششماہی: ۱۳۰ روپے، سہ ماہی: ۷۰ روپے
چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بنک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۲۸۷-۷۸۹ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۴۰ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان۔ فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
لندن آفس: 35 STOCKWELL GREEN LONDON. SW9. 9HZ. U.K. PHONE: 0171- 737-8199.

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب رحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربوہ کے نام کی تبدیلی کی قرارداد............پنجاب اسمبلی کا ایک بہترین اقدام

پنجاب اسمبلی نے متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی ہے' جس میں قادیانیوں کے پاکستانی مرکز "ربوہ" کا نام تبدیل کرنے کی سفارش کی ہے۔ قیام پاکستان سے پہلے قادیانیوں کا مرکز مرزا غلام احمد قادیانی کی جنم بھومی قادیان تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے قادیان کی اتنی زیادہ تعریف کی کہ اس کو نعوذباللہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ سے افضل قرار دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزا بشیر الدین قادیانی کی درج ذیل تحریریں ملاحظہ فرمائیں:

"اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ "انا انزلنه قريباً من القاديان" تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے ؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو' لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ پر شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ' مدینہ اور قادیان۔"

(ازالہ اوہام (حاشیہ) حصہ اول ص ۴۰ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۳ ص ۱۴۰ از مرزا غلام احمد قادیانی)

"لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ (قادیان میں آنا' ناقل) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر' کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۵۲ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۵ ص ۳۵۲)

"زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے"

(درثمین ص ۵۲ از مرزا غلام احمد قادیانی)

"حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے' مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے' پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا' وہ کاٹا جائے گا' تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا' آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے' کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔"

(حقیقۃ الرؤیا ص ۴۶ از مرزا بشیر الدین محمود)

ان ہفوات کے علاوہ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیح موعود کا دعویٰ کیا تو ان پر اعتراض ہوا کہ مسیح موعود تو ایک مینارے سے اتریں گے تو اس اعتراض کو دور کرنے کے لئے فوری طور پر منارۃ المسیح کے نام سے ایک مینارہ بنادیا۔ الغرض قادیان کو اپنا روحانی مرکز بنانے کی پوری کوشش کی۔ تحریک آزادی میں قادیانیوں نے بھرپور کوشش کی کہ پاکستان نہ بن سکے اور اکھنڈ بھارت رہے تاکہ قادیان کی روحانی حیثیت بحال رہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی ذریت کو رسوا کرنا تھا۔ مرزا بشیر الدین محمود کا یہ خواب پورا نہ ہو سکا۔ سر ظفر اللہ قادیانی کی کوششیں ناکام ہو گئیں اور پاکستان مسلمانوں کا ملک بن گیا لیکن سر ظفر اللہ قادیانی شرارت سے وزیر خارجہ بن گیا۔ انگریزوں کی سرپرستی کام آئی اور پاکستان میں قادیانیوں کے اثر و نفوذ بڑھتے گئے اور انہوں نے چنیوٹ سرگودھا کے درمیان دریائے چناب ایک کنارہ پر ایک بہت بڑا قطعہ اراضی جس پر ایک بہت بڑا شہر بن سکتا تھا۔ ایک روپے ایکڑ کے حساب سے حاصل کر لیا اور اس کا نام "ربوہ" رکھ کر پاکستان میں قادیانیوں کا روحانی مرکز بنانے کی کوشش کی۔ ربوہ نام تجویز کر کے اس کو ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ نام قرآن مجید میں آیا اور دھوکہ دیتے ہیں کہ یہ بھی قرآن مجید سے ثابت ہے' حالانکہ قرآن مجید چودہ سو سال قبل نازل ہو چکا تھا جبکہ ربوہ شہر قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں نے تعمیر کیا۔ بہر حال ربوہ شہر کو قادیانی اسٹیٹ کی شکل دی گئی اور اس جگہ سے قادیانیت کے تبلیغی کام کا آغاز کیا گیا۔ یہاں تک کہ اس شہر میں مسلمانوں کا داخلہ بند کر دیا گیا۔ پولیس' انتظامیہ اور دیگر سرکاری افراد صرف قادیانی بھرتی کئے گئے۔ زمین جماعت احمدیہ کے نام پر رجسٹر کرائی گئی اور قادیانیوں کو زمین فروخت کی جاتی' لیکن ان کے نام انتقال نہیں کیا جاتا۔ قادیانیوں کے اس

مرکز سے ۱۹۵۲ء میں بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کی کوشش کی گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس کو ناکام بنایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ابتدا سے اس کوشش میں ہے کہ کسی طرح ربوہ شہر کو کھلا شہر قرار دیا جائے' لیکن حکومت اس مطالبہ کو تسلیم نہیں کرتی تھی تا آنکہ ۷۴ء سے پہلے قادیانیوں کی جانب سے دیدہ دلیری اتنی بڑھی کہ قادیانیوں کے سالانہ اجتماع کے موقع پر فضائیہ کے جہازوں نے مرزا ناصر کو جہازوں سے سلامی دی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بھٹو کو اس طرف متوجہ کیا لیکن اقتدار کے تحفظ کے لئے بھٹو نے کوئی کارروائی نہیں کی۔ ۷۴ء میں ربوہ ریلوے اسٹیشن پر مرزا طاہر کے غنڈوں نے نشتر میڈیکل کالج کے طلبا کو ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگانے پر سخت مظالم کا نشانہ بنایا اور آخر کار اس طرح سے ۷ ستمبر ۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو ربوہ کو بھی کھلا شہر قرار دیا گیا لیکن ربوہ شہر کا نام تبدیل نہیں کیا۔ اب پنجاب کی صوبائی اسمبلی نے ایک متفقہ قرارداد کے ذریعہ ربوہ کے نام کی تبدیلی کی سفارش کی ہے۔ ہم اس قرارداد پر پنجاب اسمبلی کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور اس کی مکمل تائید اور منظوری پر تمام اراکین اسمبلی کو عمومی طور پر اور مولانا منظور احمد چنیوٹی کو خصوصی طور پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ پنجاب اسمبلی کے ممبران نے یہ قرارداد منظور کر کے حضور اکرم ﷺ سے اپنی بے مثال محبت کا ثبوت دیا ہے ان کا یہ کارنامہ پاکستان کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ پنجاب اسمبلی کی یہ قرارداد انشاءاللہ قادیانیت کے خلاف ایک سنگ میل ثابت ہو گی۔ ربوہ کا نام تبدیل ہونا مذہبی اور پاکستان دونوں کے لحاظ سے ضروری تھا' ایک تو اس نام کے تبدیل ہونے سے قادیانیوں کی جانب سے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ بہر حال یہ نام قرآن کریم میں آیا ہے۔ اگرچہ کسی دوسرے مفہوم سے اب لوگوں کو کیسے سمجھایا جائے کہ قرآن کریم والے "ربوہ" کے لفظ کا تعلق پاکستان کے ربوہ سے نہیں۔ یہ بالکل اس طرح ہے جس طرح بعض روافض سے پوچھا گیا کہ علی کا نام قرآن مجید میں نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا آیا لعلی حکیم دیکھو اس میں "علی" ہے۔ یا کسی شخص کا نام مزمل یا مدثر ہو اور وہ کہے کہ میرا تذکرہ قرآن کریم میں آیا ہے۔ اس نام کی تبدیلی سے قادیانیوں کی طرف سے گمراہی کا ایک راستہ رکے گا۔ اس کے علاوہ کسی بھی جگہ کے نام کی کوئی نہ کوئی مناسبت ہوتی ہے۔ ربوہ کے نام کی اس شہر کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں یا تو چناب کی مناسبت سے یا چنیوٹ کی مناسبت سے اس کا کوئی نام تجویز ہونا چاہئے۔ اور یہ نام پنجاب اسمبلی خود طے کرے تاکہ مکمل کریڈٹ پنجاب اسمبلی کو جائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب' نائب امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب' ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب' ناظم حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب پنجاب اسمبلی کے اس اقدام پر تمام اراکین اسمبلی کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ حکومت پنجاب' پنجاب اسمبلی کی اس قرارداد پر فوری طور پر عمل کرے گی۔

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی کے صاحبزادے کو رہا کیا جائے

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر کے صاحبزادے کو پنجاب پولیس گھر سے گرفتار کر کے لے گئی اور دو تین دن بعد پریس کانفرنس کے ذریعہ ان کو دہشت گرد قرار دے کر کئی قتل ان پر ثابت کر دیئے اور اسلحہ بھی برآمد کر لیا۔ جبکہ حقیقت وہی ہے جو اوپر ذکر کی گئی ہے ان کو گھر سے گرفتار کیا گیا اور مولانا محمد امین صاحب اس کے گواہ ہیں۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ پولیس کس طرح بے گناہوں پر جھوٹے مقدمات قائم کرتی ہے۔ مولانا محمد امین صاحب بہت بڑے بزرگ ہیں ان کے صاحبزادے کسی قسم کے جرائم میں ملوث نہیں اور نہ ہی دہشت گردی سے ان کا کوئی تعلق ہے اس طرح ان کو ملوث کرنا بہت بڑی قبیح حرکت ہے۔ ہم جناب نواز شریف صاحب' جناب وزیر اعلیٰ شہباز شریف سے مطالبہ کرتے ہیں کہ فوری طور پر اس کی تحقیق کریں اور مولانا امین صاحب کے صاحبزادے کی رہائی کا حکم جاری کریں اور جن پولیس والوں نے جھوٹے مقدمات درج کئے ہیں ان کے خلاف کارروائی کریں۔ بصورت دیگر علماء کرام کے خلاف زیادتی کرنے کی وجہ سے حکمران اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچ سکیں گے۔

رد قادیانیت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ربوہ میں ۳۰ نومبر سے رد قادیانیت و عیسائیت کورس شروع ہو رہا ہے' جس میں قادیانیوں کے دجل و فریب اور مناظرہ کے طریقہ کار اور عیسائیت کی تردید کے سلسلے میں طریقہ کار سے طلبا کو خصوصی تربیت دی جائے گی۔ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب' مولانا اللہ وسایا صاحب' مولانا محمد امین صفدر صاحب' مولانا اکرم طوفانی صاحب وغیرہ مذکورہ کورس پڑھائیں گے۔ درجہ رابعہ تک تعلیم حاصل کرنے والے طلبا اور میٹرک کے پاس طلبا اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اس موقع سے تمام طلبا کو بھرپور استفادہ کرنا چاہئے اور اس خطرناک فتنہ کی سرکوبی کے لئے کام کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

باہمی اتحاد و اتفاق کی اہمیّت

سورۃ الحجرات کی تین آیات کا ترجمہ اور ضروری تشریح جن میں اہل ایمان کو چند نصیحتیں کی گئی ہیں!

ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: "اے ایمان والوں نہ تو مرد مردوں کی ہنسی اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کی ہنسی اڑائیں ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ اپنی جانوں کو عیب لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے یاد کرو اور ایمان کے بعد گناہ کا نام لگنا برا ہے اور جو شخص توبہ نہ کرے تو یہ لوگ ظلم کرنے والے ہیں۔"

"اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچوں بلاشبہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور تجسس نہ کرو اور بعض بعض کی غیبت نہ کریں کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اسے تو تم برا سمجھتے ہو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے مہربان ہے۔"

"اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور پھر تمہارے مختلف خاندان اور قبیلے بنا دیئے تاکہ آپس میں شناخت کر سکو بے شک تم میں سب سے بڑا عزت دالا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے بڑا پرہیزگار ہے بیشک اللہ جاننے والا باخبر ہے۔"

ان آیات میں اہل ایمان کو چند نصیحتیں فرمائی ہیں اولاً تو یہ فرمایا کہ ایک دوسرے کا مذاق نہ بنائیں اور کوئی کسی کے ساتھ تمسخر نہ کرے چونکہ مردوں کا آپس میں زیادہ ملنا جلنا رہتا ہے اور عورتوں کا عورتوں سے زیادہ میل جول رہتا ہے۔ اس لئے طرز خطاب یوں اختیار فرمایا کہ مرد مردوں کا مذاق نہ بنائیں اور عورتیں عورتوں کا مذاق نہ بنائیں' یہ مطلب نہیں ہے کہ مردوں کو عورتوں کا اور عورتوں کو مردوں کا مذاق اڑانے کی اجازت دی گئی ہے' ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ہنسی کرنے والوں اور مذاق کرنے والوں کو اس کا کیا حق ہے کہ کسی کا مذاق بنائیں' بڑائی ایمان اور اعمال صالحہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہونے سے ہے۔ ہر شخص' ہر شخص کے ظاہری اعمال باطنی جذبات اخلاص و حسن نیت کو نہیں جانتا اور یہ بھی نہیں جانتا کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہے یا نہیں اس سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ موت کے بعد کون کس سے افضل ہو گا اس کا بھی علم نہیں' ہو سکتا ہے کہ جس کا مذاق بنایا جا رہا ہے وہ مذاق بنانے والے سے بہتر ہو۔ مردوں میں بھی یہی بات ہے اور عورتوں میں بھی۔ اگر موت کے بعد اپنے اچھے حال کا اور جس کا مذاق بنا رہے ہے اور اس کی بدحالی کا یقین ہو جاتا تو تمسخر کرنے کی کوئی وجہ بھی تھی' لیکن جب اپنے ہی بارے میں علم نہیں کہ میرا کیا بنے گا تو دوسرے کا مذاق بنانے کا کیا مقام ہے؟ کسی کا مذاق بنانے میں ایک تو تکبر ہے کیونکہ مذاق بنانے والا یہ سمجھتا ہے کہ میں ایسا نہیں ہوں جیسا وہ ہے اگر اپنے حالات کا استحضار ہو تو کبھی کسی کی برائی اور غیبت کرنے اور کسی کا مذاق بنانے کی نہ ہمت ہو نہ فرصت ملے' دوسرے کا مذاق بنانے میں ایذا رسانی بھی ہے اس سے اس کو قلبی تکلیف ہوتی ہے جس کا مذاق بنایا گیا۔ ایذا دینا حرام ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تو اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کر اور اس سے مذاق نہ کر (جس سے اسے تکلیف پہنچے) اور اس سے کوئی ایسا وعدہ نہ کر جس کی تو خلاف ورزی کرے۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۷)

"خوش طبعی کے طور پر آپس میں جو مذاق کیا جائے جسے عربی میں مزاح کہتے ہیں وہ درست ہے مگر جھوٹ بولنا اس میں بھی جائز نہیں ہے اور اگر مزاح سے کسی کو تکلیف ہو تو وہ بھی جائز نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کبھی کبھی مزاح فرما لیتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اس موقع پر بھی حق بات ہی کرتا ہوں۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۶)

یاد رہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی کا تمسخر زبان سے ہی ہو آنکھ سے یا ہاتھ سے یا سر سے اشارہ کر کے کسی کا مذاق بنانا اسے معلوم ہو یا نہ ہو یہ سب حرام ہے۔ سورۃ الھمزۃ میں اس پر تنبیہ فرمائی ہے: فقال اللہ تعالی ویل لکل ھمزۃ لمزۃ۔ "بڑی خرابی ہے اس شخص کے لئے جو پس

پشت عیب نکالنے والا ہو اور سامنے طعنہ دینے والا ہو۔"

دوسری نصیحت فرمائی "ولا تلمزوا أنفسکم" اور اپنی جانوں کو عیب نہ لگاؤ یہ بھی بہت جامع نصیحت ہے کسی کو طعنہ دینا اس کے جسم میں بول چال میں، قد میں، عیب ظاہر کرنا زبان سے ہو یا اشارے سے خط میں لکھ کر ہو مضمون شائع کرکے ہو لفظوں کے عموم میں یہ سب باتیں آگئیں اگر کسی کے اندر کوئی عیب موجود ہو جب بھی عیب ظاہر کرنے کے طور پر بیان کرنا حرام ہے، کسی دراز قد کو لمڈ ڈھینگ یا لمبو کہہ دینا، پستہ قد کو ٹھگنا بتادیا کسی کے ہکلے پن کی نقل اتاردی، جس کی چال میں فرق ہے اسے لنگڑا کہہ دیا، بینا کو اندھا کہہ کر پکارا یہ سب عیب لگانے میں آتا ہے اور اس طرح جو باتیں عام طور پر رواج پذیر ہیں ان سب سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ازواج میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا قد چھوٹا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ صفیہ کا قد چھوٹا ہے (اور یہ بطور عیب لگانے کے کہا) آپ نے فرمایا کہ تو نے ایسا کلمہ بولا ہے کہ اگر اسے سمندر میں بھی ملادیا جائے تو اسے خراب کرکے رکھ دے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۴)

یاد رہے کہ ولا "تلمزوا غیرکم" نہیں فرمایا بلکہ "ولا تلمزوا أنفسکم" فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ سب مسلمان آپس میں ایک ہی ہیں، جب کسی مسلمان کو عیب لگایا تو اپنی ذات کو بھی عیبدار بنادیا، پھر یہ بات بھی ہے کہ جب کسی کو کچھ کہیں گے تو وہ الٹ کر جواب دے گا اس طرح سے اپنا عمل اپنے ہی طرف لوٹ کر آجائے گا اور اپنی اس بے آبروئی کا سبب خود ہی بنیں گے۔

تیسری نصیحت یہ فرمائی ولا تنابزوا بالالقاب (اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے یاد نہ کرو) اس میں آپس میں ایک دوسرے کو برا لقب دینے اور برے القاب سے یاد کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ مثلاً کسی مسلمان کو فاسق یا منافق یا کافر کہنا اور کسی ایسے لفظ سے یاد کرنا جس سے برائی ظاہر ہوتی ہو۔ اس سے منع فرمایا کسی کو کتا یا گدھا یا خنزیر کہنا کسی نو مسلم کو اس کے سابق دین کی طرف منسوب کرنا یعنی یہودی یا نصرانی کہنا یہ سب تنابزوا بالالقاب میں آتا ہے یہ بھی حرام ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پہلے یہودی دین پر تھیں، ان کا اونٹ مریض ہوگیا تو آپ ﷺ نے اپنی دوسری اہلیہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش سے فرمایا اسے ایک اونٹ دے دو انہوں نے کہا کیا میں یہودی عورت کو دے دوں؟ رسول اللہ ﷺ ان کے اس جواب کی وجہ سے غصہ ہوگئے اور ذی الحج اور محرم اور کچھ ماہ صفر کا حصہ ایسا گزرا کہ آپ ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا سے تعلقات نہیں رکھے۔ (رواہ ابوداؤد ص ۶۷۲ ج ۲) مسند احمد ص ۳۳۷ و ص ۳۳۸ ج ۶ میں ہے کہ یہ واقعہ سفر حج کا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آیت "تنابزوا بالالقاب" سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص نے کوئی گناہ یا برا عمل کیا ہو اور پھر اس سے تائب ہوگیا ہو اس کے بعد اس کو اس برے عمل کے نام سے پکارنا مثلاً چور، یا زانی یا شرابی وغیرہ کہنا (ذکرہ فی معالم التنزیل) ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس نے اپنے (مسلمان) بھائی کو کسی گناہ کی وجہ سے عیبدار بتایا یعنی عیب لگایا تو یہ شخص اس وقت نہیں مرے گا جب تک خود اس گناہ کو نہ کرلے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۴)

پھر فرمایا "بئس الاسم الفسوق بعد الایمان" (اور ایمان کے بعد گناہ کا نام لگنا برا ہے) اس کا مطلب یہ ہے کہ تم مومن ہو کسی کو کسی کا مذاق بناؤ گے، عیب لگاؤ گے برے لقب سے یاد کرو گے تو یہ فسق کا کام ہوگا کہنے والے کہیں گے کہ دیکھو وہ آدمی فاسق ہے، مسلمان ہوکر فسق اور گناہگاری کی صفت سے اپنی ذات کو موصوف اور معروف کرنا بری بات ہے، کوئی شخص مومن ہو اور اس کی شہرت گناہگاری کے ساتھ ہو یہ بات اہل ایمان کو زیب نہیں دیتی، جب اسلام کو اپنا دین بنالیا تو اسلام ہی کے کاموں پر چلیں اور صالحین میں شمار ہوں فاسقین کی فہرست میں کیوں شمار ہوں اور تفسیر قرطبی میں "بئس الاسم الفسوق" کا ایک معنی یہ لکھا ہے کہ جو کوئی شخص مومن ہو اس نے گناہ کرلیا پھر توبہ کرلی تو اس کو فسق کے نام سے یاد کرنا بری بات ہے۔ مثلاً نو مسلم کو کافر بتایا سابق گناہ کی وجہ سے زانی یا سارق یا چور کہنا بری بات ہے یعنی جس کے حق میں یہ بات کہہ رہے ہو۔ وہ مومن ہے تو اسے برے لقب سے یاد کرنا بری بات ہے۔

آخر میں فرمایا (ومن لم یتب فاولئک هم الظلمون) اور جو گناہوں سے توبہ نہ کرے سو یہ لوگ ظلم کرنے والے ہیں ان کا ظلم ان کی جانوں پر ہے تمام گناہوں سے توبہ کریں عموم حکم میں ان تینوں گناہوں سے بھی توبہ کرنا ہے جن کا آیات بالا میں ذکر گزرا۔

چوتھی نصیحت یہ فرمائی کہ بدگمانی سے پرہیز کرو، ارشاد فرمایا: "یایها الذین آمنو

اجتنبوا کثیرا من الظن" کہ اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ان بعض الظن اثم کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں' بات یہ ہے کہ بد گمانی بہت سے گناہوں کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ بہت سے لوگوں میں وہ بات ہوتی ہی نہیں جسے محض اٹکل اور گمان سے طے کر لیا جاتا ہے اور پھر اپنے گمان کے مطابق تہمتیں لگاتے ہیں اور غیبتیں کرتے ہیں۔ بد گمانی کی بنیاد پر جو باتیں کی جاتی ہیں وہ آگے بڑھتی ہیں' اس سے آپس میں فتنہ فساد پیدا ہوتا ہے حالانکہ گمان اپنا ایک ذاتی خیال ہوتا ہے خیال کا صحیح ہونا ضروری نہیں' اسی لئے سورۃ النجم میں فرمایا ہے (ان الظن لا یغنی من الحق شیئا) کہ گمان حق کے بارے میں کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا مومنین سے اچھا گمان رکھیں اور بد گمانی سے پرہیز کریں۔ یاد رہے کہ اگر کسی شخص سے کچھ نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اس سے میل جول میں احتیاط کرنا اور اس کے شر سے بچنے کے لئے یہ خیال کرنا کہ ممکن ہے کہ یہ مجھے کوئی تکلیف پہنچادے۔ یہ اس گمان میں نہیں آتا جو گناہ ہے اپنی احتیاط کر لے غیبت نہ کرے اور گمان کو یقین کا درجہ بھی نہ دے۔

اگر غیر اختیاری طور پر کسی کے بارے میں کوئی گمان ہو جائے تو اس پر مواخذہ نہیں' مگر اپنے خیال پر یقین بھی نہ کرے اور اس کے مقتضی پر عمل بھی نہ کرے۔

آیت کریمہ میں فرمایا ہے کہ بہت سے گمانوں سے بچو اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ بعض گمان گناہ نہیں ہوتے بلکہ محمود اور مستحب بھی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھے کہ وہ معاف فرمادے گا بخش دے گا۔ اسی طرح مسلمانوں کے ساتھ خاص کر صالحین کے ساتھ اچھا گمان رکھا جائے۔ البتہ مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ اپنے احوال اور ایسے مواقع سے بچیں جن کی وجہ سے دیکھنے والوں کو اور ساتھ رہنے والوں کو بد گمانی ہو سکتی ہو اپنے اعمال واحوال اور چال ڈھال اور اقوال میں ایسا انداز اختیار نہ کرے' جس سے لوگ بد گمانی کا شکار ہو جائیں کیونکہ لوگوں کی نظروں میں برا بن کے رہنا یہ بھی کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

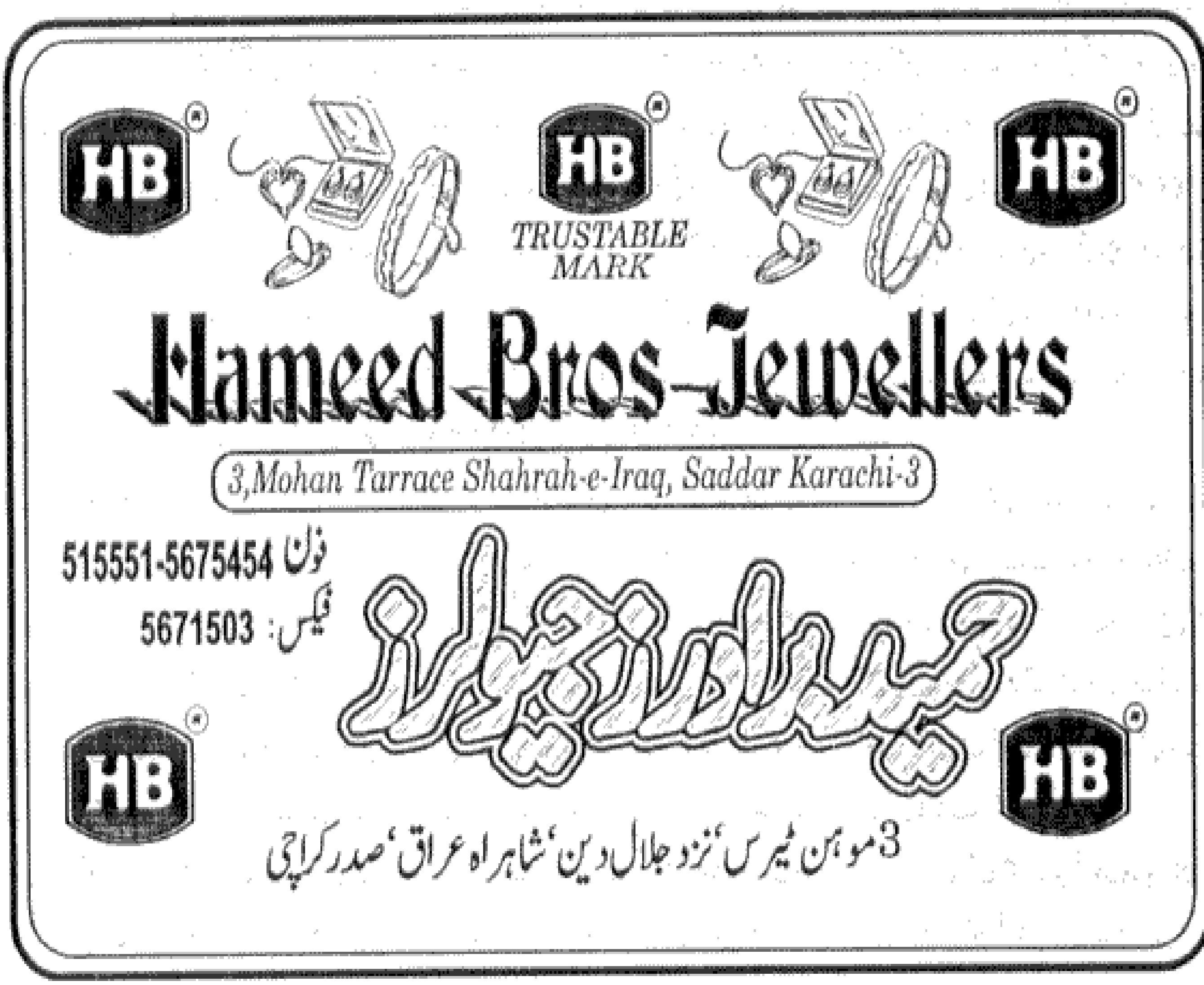

مولانا زاہد الراشدی

جھوٹے مدعیان نبوت کی تحریکیں

تحریک ختم نبوت کی بنیاد ملت اسلامیہ کے اس اجماعی عقیدہ پر ہے کہ جناب رسالت مآب حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور اور رسول ہیں اور آپ کے بعد قیامت تک کسی اور شخص کو نبوت نہیں مل سکتی۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ خود رسول اللہ ﷺ کے واضح ارشاد کے مطابق جھوٹا اور فریب کار ہے اور ملت اسلامیہ میں ایسے کسی شخص یا اس کے کسی پیروکار کا وجود ناقابل برداشت ہے۔

تحریک ختم نبوت کی تاریخ بھی خود اسلام کی تاریخ کی طرح چودہ سو سال پرانی ہے۔ کیونکہ نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کے ساتھ کشمکش خود جناب نبی اکرم ﷺ کے دور میں شروع ہو گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو اشخاص نے نبوت کا دعویٰ کیا ایک یمامہ کے علاقہ میں بنو حنیفہ قبیلے کا مسیلمہ تھا اور دوسرا یمن کے علاقہ کا اسود عنسی اور ان کے ساتھ مسلمانوں کی کشمکش کا آغاز بھی رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہو گیا تھا۔ چنانچہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے سب سے پہلے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے والے شہید ایک نوجوان انصاری صحابی حضرت حبیب بن زیدؓ ہیں جنہیں مسیلمہ کذاب نے اپنے سامنے ان کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کرا کے شہید کرا دیا تھا۔ اور ان کا جرم صرف یہ تھا کہ انہوں نے مسیلمہ کے دربار میں حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی شہادت دینے کے بعد مسیلمہ کو نبی اور رسول ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ اور دوسرے مدعی نبوت اسود عنسی کو قتل کر کے ختم نبوت کا پہلا غازی بننے کا اعزاز بھی ایک صحابی رسول حضرت فیروز دیلمیؓ کو حاصل ہوا۔ یہ دونوں واقعات دور نبوت کے ہیں اور اسود عنسی کا واقعہ جناب نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام کا ہے' اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کرنے کے ساتھ صنعاء پر جناب نبی اکرم ﷺ کے عامل کو شہید کر کے اس علاقے پر قبضہ کر لیا تھا۔ چنانچہ اس کے خاتمہ کی مہم رسول اللہ ﷺ نے حضرت فیروز دیلمی کے سپرد کی اور اپنی حیات مبارکہ کے آخری لمحات میں وحی کے ذریعہ خبر ملنے پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو اسود عنسی کے قتل کی خوشخبری مدینہ منورہ میں ان الفاظ کے ساتھ سنائی کہ "فاز فیروز فاز فیروز" فیروز اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا' فیروز اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا۔ جب کہ خود حضرت فیروز دیلمیؓ جب یہ خبر لے کر مدینہ منورہ پہنچے تو اس سے قبل جناب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو چکا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد نبوت کے دعویداروں میں دو اور کا اضافہ ہوا' ایک طلیحہ بن خویلد اسدی تھا اور دوسری سجاح نامی خاتون تھی۔ چنانچہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان تینوں کے مقابلہ کے لئے صحابہ کرامؓ کا لشکر تیار کیا اور مسیلمہ کذاب' طلیحہ اور سجاح کے ساتھ مقابلہ میں کم و بیش بارہ سو صحابہ کرامؓ نے جام شہادت نوش کیا۔ مسیلمہ میدان جنگ میں مارا گیا' طلیحہ نے شکست کے بعد جھوٹی نبوت سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا اور سجاح شکست کے بعد گمنامی کی موت مر گئی اور اس طرح نبوت کے دعویداروں اور ان کے پیروکاروں کی مزاحمت کا وہ پہلا دور مکمل ہوا جسے بجا طور پر تحریک ختم نبوت کے دور اول کے عنوان سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

اس کے بعد خلافت راشدہ' خلافت بنو امیہ' خلافت بنو عباس اور خلافت بنو عثمان کے کم و بیش بارہ سو سال کے عرصہ میں نبوت کے بہت سے دعویداروں نے سر اٹھایا' بعض اپنے ساتھ جتھے بنانے میں بھی کامیاب ہوئے' لیکن ملت اسلامیہ نے انہیں قبول نہیں کیا اور نہ خلافت کے نظام نے انہیں برداشت کیا۔ چنانچہ تھوڑی بہت تگ و دو کے بعد یہ فتنے اپنی موت آپ مرتے چلے گئے۔ البتہ گزشتہ دو صدیوں کے دوران بعض مدعیان نبوت کو اپنے گروہ قائم کرنے اور اثرات پھیلانے کا خاصا موقع مل گیا' ان میں ایران کے بہائی' بلوچستان کے ذکری' برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش کے قادیانی اور امریکہ کے ایلیج محمد کے پیروکار شامل ہیں۔

بہائی محمد علی باب اور بہاء اللہ کے پیروکار ہیں جنہوں نے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا' وحی کے نزول کا دعویٰ کیا' قرآن کریم اور اس کے احکام کی منسوخی کی بات کی' انہوں نے قبلہ بدل کر مکہ مکرمہ کی بجائے "عکہ" (فلسطین) کو قبلہ بنا لیا۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح ان کے بقول حضرت موسیٰ' حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شکل میں ظاہر ہوا تھا۔ آج کے دور کے لئے اس نے بہاء اللہ کی شکل میں

ظہور فرمایا ہے۔ وہ وحدت ادیان کے قائل ہیں اور ۱۹ کے عدد کو مقدس مانتے ہیں۔ ان کی مذہبی کتاب کے پارے ۱۹ ہیں۔ سال کے مہینے ۱۹ اور ہر مہینہ کے ایام ۱۹ ہیں۔ بادشاہت کے دوران ایران میں خاصے موثر رہے' کلیدی اسامیوں پر ان کی بڑی تعداد فائز تھی۔ سابق وزیراعظم امیر عباس ہویدا بھی انہی میں سے بیان کئے جاتے ہیں۔ مذہبی انقلاب کے بعد انقلابی حکومت کے وسیع تر آپریشن کی زد میں سب سے زیادہ وہی آئے۔ وہ دنیا کے مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بعض ممالک میں ان کے بڑے بڑے مراکز ہیں۔ شکاگو میں بہائیوں کا مرکز مولانا منظور احمد چنیوٹی اور راقم الحروف نے دیکھا ہے اور اس موقع پر بہت سی معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ کراچی اور دہلی میں بھی ان کے مراکز قائم ہیں اور لاہور سے "نفحات" کے نام سے ان کا اردو جریدہ بھی کچھ عرصے سے دیکھنے میں آرہا ہے۔

الیج محمد' امریکہ کے سیاہ فاموں کا نسل پرست لیڈر تھا جس نے اپنے جیسے ہی ایک شخص ماسٹر ڈبلیو فادر محمد کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا اور اپنا نام "الیج پول" کی بجائے "الیج محمد" رکھ لیا۔ ۱۹۳۴ء میں ماسٹر ڈبلیو فادر محمد کے غائب ہونے پر الیج محمد نے اس کا جانشین ہونے کا دعویٰ کیا اور فادر محمد کے بارے میں کہا کہ وہ وہی مسیح تھا جس کا عیسائیوں کو ایک مدت سے انتظار ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود فادر محمد کی شکل میں ظہور فرمایا اور غائب ہوگئے۔ الیج محمد نے اپنے بارے میں اعلان کیا کہ "میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر اور رسول ہوں اور مجھ پر وحی آتی ہے۔" اس نے اپنے مذہب اور عقائد کی بنیاد نسل پرستی پر رکھی اور کہا کہ سیاہ فام حضرت آدم کی اولاد ہیں جب کہ سفید فام شیطان کی نسل سے ہیں۔ سفید فاموں کی بالادستی کا دور ختم ہونے والا ہے اور اب دنیا پر سیاہ فاموں کی بالادستی کا دور شروع ہوگا۔

اس نے اپنی تنظیم کا نام "نیشن آف اسلام" رکھا اور اس کی ممبر شپ سیاہ فاموں تک محدود رکھی' اسے اس کے پیروکار دنیا کا آخری نجات دہندہ کہتے ہیں اور ان کے نزدیک دنیا کی نجات کا تصور سیاہ فاموں کی بالادستی کا قیام ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول تھے لیکن آج کے دور میں ان کی تعلیمات اور سنت قابل عمل نہیں ہیں بلکہ اب الیج محمد کی سنت اور اس کے دیئے ہوئے قانون کی پیروی ضروری ہے' وہ کہتے ہیں ہمارا قرآن کریم اور دیگر صحائف آسمانی پر ایمان ہے لیکن سیاہ فاموں کی بالادستی قائم ہونے کے بعد قرآن مجید اور بائبل کو ایک نئی کتاب کی صورت میں بدل دیا جائے گا' پنج گانہ نماز ان کے نزدیک منسوخ ہوگئی ہے' روزے دسمبر میں رکھتے ہیں جب کہ رمضان میں نفلی روزے کی اجازت ہے' حج منسوخ ہوگیا ہے اور نماز بھی رکوع سجدہ والی نہیں' بلکہ مختصر کا وعظ اور دعا اجتماعی شکل میں ہوتی ہے اور اس کو نماز کہا جاتا ہے۔ نیز ان کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے روز حساب و کتاب اور سزا و جزا جسمانی طور پر نہیں ہوگی۔

۱۹۷۵ء میں الیج محمد کی وفات کے بعد اس کا بیٹا وارث دین محمد اپنے باپ کے عقائد سے توبہ کرکے صحیح العقیدہ مسلمانوں میں شامل ہوگیا مگر الیج محمد کا اصل گروہ "نیشن آف اسلام" اس کے عقائد کی بنیاد پر بدستور کام کر رہا ہے اور اب اس گروہ کی قیادت لوئیس فرخان نامی ایک سیاہ فام نسل پرست لیڈر کر رہا ہے۔ اس گروہ کی سرگرمیوں کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ گزشتہ سال واشنگٹن میں لوئیس فرخان کی قیادت میں ایک عوامی ریلی کا اہتمام کیا گیا' جس میں دس لاکھ کے لگ بھگ افراد نے شرکت کی اور ریلی میں قرآن کریم کی تلاوت اور اذان کے مناظر کی صورت میں اس گروہ کے مسلمان ہونے کا تصور اجاگر کیا گیا' جسے عالمی ذرائع ابلاغ نے پورے اہتمام کے ساتھ نشر کیا' لوئیس فرخان اپنے گروہ کو "نیشن آف اسلام" کے نام سے الیج محمد کے گمراہ کن عقائد پر قائم رکھتے ہوئے عالم اسلام کے راہنماؤں اور اداروں کے ساتھ روابط استوار کرنے میں بھی پوری طرح سرگرم ہے۔

۱۹۹۰ء میں شکاگو میں رابطہ عالم اسلامی کی ایک کانفرنس میں وہ بطور مہمان خصوصی شریک ہوا اور ابھی گزشتہ ماہ لیبیا کے صدر کرنل معمر قذافی نے امریکہ میں اسلام کی تبلیغ کے لئے لوئیس فرخان کو ایک ارب ڈالر دینے کا اعلان کیا ہے جو امریکی پریس اور سیاسی حلقوں میں اس وقت موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ وہ گزشتہ دنوں عراق اور ایران کا دورہ بھی کرچکا ہے جہاں اسے سرکاری طور پر خاصی پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔

ذکری فرقہ جس کی زیادہ تعداد بلوچستان کے جنوبی اضلاع میں آباد ہے ملا محمد اٹکی کو خدا کا پیغمبر' مہدی اور خاتم المرسلین مانتا ہے' اور شریعت محمدیہ کو منسوخ تصور کرتا ہے۔ ملا محمد اٹکی نے نماز' روزہ اور حج کی فرضیت ختم کرنے کا اعلان کیا اور مکران کے علاقہ کے ایک پہاڑ "کوہ مراد" کو مقام محمود قرار دیا جہاں ذکری ہر سال ۹ ذی الحجہ اور ۲۷ رمضان المبارک کو حج کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ وہاں صفا' مروہ اور عرفات بھی بنائے گئے ہیں اور ایک چشمہ کے پانی کو آب زم زم کی طرح

متبرک سمجھا جاتا ہے' ذکریوں کا کلمہ بھی مسلمانوں سے الگ ہے اور وہ لا الہ الا اللہ نور پاک نور محمد مہدی رسول اللہ کے الفاظ میں کلمہ پڑھتے ہیں' ذکری فرقہ ملا محمد اٹکی کو تمام انبیا کرام علیہم السلام سے افضل مانتا ہے اور ذکریوں کا کہنا ہے کہ قرآن مجید میں ملا محمد اٹکی کو روح القدس' روح الامین اور امام مبین قرار دیا گیا ہے۔ ذکری فرقہ کا اثر و رسوخ پڑھے لکھے لوگوں میں خاصا ہے اور بہت سے ذکری مختلف محکموں میں اہم مناصب پر فائز ہیں۔

قادیانی گروہ مرزا غلام احمد قادیانی کا پیروکار ہے جس نے انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں مشرقی پنجاب میں اسلام کی صداقت کے اظہار کے دعویٰ کے ساتھ سرگرمیوں کا آغاز کیا اور اس دور میں اسلام کے خلاف کام کرنے والی مسیحی مبلغین اور آریہ سماج کے خلاف مناظرہ بازی کا بازار گرم کر کے مسلمانوں کے پرجوش مذہبی حلقوں میں ایک حد تک پذیرائی حاصل کی حتیٰ کہ بعض سرکردہ مسلم شخصیات نے بھی اس دور میں مرزا قادیانی کی سرگرمیوں پر پسندیدگی کا اظہار کیا' مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے آہستہ آہستہ مجدد' مہدی' مسیح اور پھر پیغمبر ہونے کا دعویٰ کر کے اپنا الگ گروہ قائم کر لیا' جس پر مسلم علما کرام نے مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ صادر کر کے اس کے گروہ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت اور وحی کے دعویٰ کے ساتھ بعض شرعی احکام کی منسوخی کا اعلان بھی کیا اور اسلام کے نام پر اپنے مذہب کا پرچار جاری رکھا۔

یہ چاروں گروہ یعنی ایران کے بہائی' بلوچستان کے ذکری' پاکستان و بھارت کے قادیانی اور امریکہ کے ایلیج محمد کے پیروکار اس وقت عقیدۂ ختم نبوت کے منکرین کے گروہ ہیں جو اپنے پیشواؤں کے لئے نبوت اور وحی کو تسلیم کرتے ہوئے ان کی تعلیمات پر ایمان کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ لیکن ان میں سے تحریک ختم نبوت کے کم و بیش ایک سو سالہ تسلسل کا سب سے بڑا ہدف قادیانی گروہ ہے' جس کے ساتھ مسلمانوں کی کشمکش نہ صرف یہ کہ گزشتہ ایک صدی سے جاری ہے' بلکہ اس میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور اس کشمکش میں عالمی سیکولر لابیاں' ورلڈ میڈیا اور مغرب کی حکومتیں قادیانی گروہ کی پشت پناہ کے طور پر کھل کر میدان میں آگئی ہیں۔

قادیانی گروہ کے ساتھ مسلمانوں کی کشمکش لدھیانہ کے علماً کے اس فتویٰ سے شروع ہوئی' جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کے دعویٰ نبوت کی بنیاد پر کافر قرار دیا گیا تھا۔ اس کے بعد دہلی اور دیوبند کے علماً نے اس فتویٰ کی تائید کی اور رفتہ رفتہ پورے برصغیر کے تمام مکاتب فکر کے علماً کرام اس فتویٰ پر متفق ہو گئے اور قادیانیوں کے خلاف تحریر و تقریر کی صورت میں اسلامی جذبات کا اظہار شروع ہو گیا۔ قومی سطح پر اس مہم کے اولین قائد حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ اور حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ جیسے اکابر علماً کرام تھے۔ ان کے بعد اس مہم کو مجلس احرار اسلام نے جماعتی طور پر سنبھال لیا اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو اس تحریک کا قائد چن لیا گیا' اس دوران علامہ سر محمد اقبالؒ اور مولانا ظفر علی خان جیسے قومی لیڈر بھی اس طرف متوجہ ہوئے اور قادیانی گروہ کی گمراہیوں کے خلاف امت مسلمہ کی فکری و عملی راہنمائی کی۔

علامہ محمد اقبالؒ نے قادیانیت کو یہودیت کا چربہ قرار دیتے ہوئے اسے مسلمانوں سے الگ غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تجویز پیش کی جسے رفتہ رفتہ اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی کہ یہی تجویز تحریک ختم نبوت کا سب سے بڑا مطالبہ بن گئی' جب کہ مولانا ظفر علی خانؒ نے اپنے قومی اخبار "زمیندار" میں قادیانیت کے خلاف باقاعدہ محاذ قائم کئے رکھا اور اپنے روایتی جوش و جذبہ کے ساتھ اس گروہ کا آخر وقت تک مقابلہ کیا قادیانی گروہ کو خود مرزا غلام احمد قادیانی کے بقول برطانوی استعمار نے پروان چڑھایا تھا اس لئے برطانوی حکمرانوں نے اپنے نو آبادیاتی مقاصد کے لئے اس گروہ کی پشت پناہی کی جس کی وجہ سے پاکستان کے قیام کے وقت اس گروہ کے بہت سے افراد مختلف محکموں میں اہم مناصب پر موجود تھے۔

پاکستان بننے کے بعد اگر تحریک پاکستان کے دوران مسلمانوں کے ساتھ کئے گئے وعدے کے مطابق اسلامی نظام نافذ ہو جاتا تو ایک نظریاتی اسلامی حکومت کے لئے اس مسئلہ سے نمٹنا کوئی مشکل کام نہ تھا۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا بلکہ پاکستان کی پہلی حکومت میں وزارت خارجہ جیسا اہم منصب چوہدری ظفر اللہ خان جیسے کٹر قادیانی کو سونپ دیا گیا' جسے چوہدری ظفر اللہ خان نے اندرون ملک و بیرون ملک قادیانیت کے فروغ کے لئے پورے طور پر استعمال کیا' حتیٰ کہ ۱۹۵۲ء میں ایسا وقت بھی آیا کہ قادیانی گروہ کے اس وقت کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کی تجویز طے کر کے اس کا باقاعدہ پرچار شروع کر دیا جس کے رد عمل میں ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت سامنے آئی۔

۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے لئے آل پارٹیز مجلس قائم کی گئی' جس کا سربراہ حضرت مولانا سید ابوالحسنات کو چنا گیا' جب کہ

تحریک کے دیگر لیڈروں میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا سید داؤد غزنوی، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اور سید مظفر علی شمسی رحمہم اللہ جیسے سرکردہ حضرات شامل تھے۔ تحریک کا بنیادی مطالبہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا اور چوہدری ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ کے منصب سے الگ کرنا تھا۔ مجلس عمل کی اپیل پر ملک بھر میں مظاہرے ہوئے، لوگ دیوانہ وار سڑکوں پر آگئے، حکومت نے تشدد کا راستہ اختیار کیا، لاہور میں مارشل لا لگا دیا گیا، ہزاروں لوگ گرفتار کر لئے گئے اور ہزاروں افراد مظاہروں کے دوران پولیس کی فائرنگ سے شہید ہوئے۔ مطالبات تو منظور نہ ہوئے مگر عوام کی قربانیوں کی وجہ سے قادیانیت کے تیزی کے ساتھ بڑھتے ہوئے قدم رک گئے اور قومی نفرت کے بھرپور اظہار نے قادیانیوں کو اچھوت بنا کر رکھ دیا۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا یہ مطالبہ اس کے بعد ملک بھر میں دینی اجتماعات کا مستقل موضوع رہا اور دینی جماعتوں نے اس کے لئے مہم مسلسل جاری رکھی، جس سے عوامی ذہن منظم ہوتا رہا اور ۱۹۷۴ء میں قادیانی گروہ کے صدر مقام ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر مسلم طلبہ پر قادیانیوں کے تشدد کے ایک واقعہ کے نتیجے میں ملک بھر میں عوامی جذبات کا لاوا پھٹ پڑا اور مختلف شہروں میں لوگ سڑکوں پر آگئے۔ ایک بار پھر آل پارٹیز مجلس عمل قائم کی گئی جس کے سربراہ مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور سیکریٹری علامہ محمود احمد رضوی منتخب ہوئے۔ اس دفعہ مجلس عمل کو یہ سہولت حاصل تھی کہ قومی اسمبلی میں اس کے موقف کی ترجمانی کے لئے مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالحقؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا محمد ذاکرؒ، مولانا عبدالمصطفیٰ ازہریؒ، مولانا ظفر احمد انصاریؒ اور پروفیسر غفور احمد جیسے سنجیدہ اور ذمہ دار حضرات موجود تھے چنانچہ رائے عامہ کی منظم قوت اور اسمبلی میں معقول نمائندگی کے باعث تحریک ختم نبوت کو کامیابی حاصل ہوئی اور پارلیمنٹ نے ایک دستوری ترمیم کے ذریعے مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے دستوری فیصلے کے بعد اگلا مرحلہ اس کے مطابق قانونی اقدامات اور ان پر عملدرآمد کا تھا جو اس وقت کی حکومت اپنی ترجیحات اور بیرونی دباؤ کے باعث ٹالتی رہی جب کہ دینی اجتماعات میں اس کا مطالبہ جاری رہا اور ۱۹۸۴ء میں ایک بار پھر آل پارٹیز مجلس عمل کا احیا کیا گیا، لوگ پھر سڑکوں پر آئے، مظاہرے ہوئے اور صدر محترم جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے قادیانیوں کو مسلمان کہلانے، اسلام کا نام اور شعائر و علامت کے استعمال سے روکنے اور اسلام کے نام پر اپنے مذہب کا پرچار کرنے سے باز رکھنے کے لئے امتناع قادیانیت کا صدارتی آرڈی نینس نافذ کر دیا، جس سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے آئینی اور قانونی تقاضے تو پورے ہو گئے، لیکن ایک نئی کشمکش کا آغاز ہو گیا۔

قادیانیوں نے فیصلوں کو قبول کرنے کی بجائے ان کے خلاف محاذ آرائی کا راستہ اختیار کر لیا اور لندن کو ہیڈ کوارٹر بنا کر مغرب کی سیکولر لابیوں کی حمایت حاصل کرنے کی منظم مہم شروع کر دی اور پاکستان میں اپنے مذہبی اور لسانی حقوق کی پامالی کا ڈھنڈورا پیٹ کر پاکستان اور ملک کے دینی حلقوں کے خلاف محاذ آرائی کا ایک نیا بازار گرم کر دیا، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مغربی حکومتیں اور لابیاں جو اس سے قبل بھی قادیانیوں کی درپردہ پشت پناہی کیا کرتی تھیں اب اس گروہ کی حمایت میں کھل کر سامنے آگئی ہیں اور اب قادیانیت کی جنگ ربوہ سے نہیں بلکہ واشنگٹن، جنیوا، لندن اور بون کے محفوظ مورچوں سے لڑی جا رہی ہے۔ اب ضرورت پھر اس بات کی ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان قادیانی عزائم کو خاک میں ملانے کے لئے اسی طرح کے وسائل بروئے کار لائیں ورنہ یہ امت مسلمہ کے لئے پھر کوئی فتنہ کھڑا کر دیں گے۔

○

بقیہ: ختم نبوت کانفرنس

کر کے اسلام ہی کے نام پر پیش کر رہے ہیں اور یہیں شہر چنڈی گڑھ اور اس کے اطراف و جوانب میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے، مسلمانوں کے ایمان کو خریدا جا رہا ہے۔ اس فتنہ کے سدباب کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام لازمی اور ضروری تھا۔ راقم سطور کے بیان کے بعد جناب مولانا مفتی محمد طیب صاحب نے بیان فرمایا موصوف نے اپنے مختصر سے مگر جامع بیان میں قادیانیوں کی اسلام دشمن طاقتوں سے بالخصوص انگریزوں سے پرانی اور نئی دوستی کا پردہ فاش کیا اور سوا بارہ بجے حضرت مفتی صاحب ہی کی دعا پر اجلاس اختتام کو پہنچا، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اجلاس کو نافع خلائق بنائے اور اس کے معاونین بالخصوص مولانا محمد عمران صاحب مدرس مدرسہ ایضاح العلوم اور ان کے رفقائے کار کو اجر عظیم عطا فرمائے (آمین)

○

حافظ محمد عبدالاعلیٰ بریڈفورڈ برطانیہ

قانونِ توہینِ رسالت حقائق و واقعات کی روشنی میں

توہین رسالت کا قانون دنیا میں پہلی مرتبہ معرض وجود میں نہیں آیا' دنیا کی ہر غیور قوم' مذہب اور مملکت اپنی محسن شخصیات کی حرمت کی پاسداری کرتی ہے' اہل کتاب کو یقیناً اس بات کا علم ہو گا کہ بائبل میں نہ صرف رسولوں کی شان میں گستاخی کی سزا' سزائے موت ہے بلکہ ناٸبین رسول کے گستاخوں کو بھی واجب القتل قرار دیا گیا ہے۔ بائبل کی کتاب استثناء کے باب ۱۷ میں یہ صریح حکم آج تک موجود ہے۔

برطانیہ جو اپنے آپ کو عیسائیت کا علمبردار سمجھتا ہے' اس میں قانون توہین مسیح (بلاس فیمی) ملک کے قانون عام کے طور پر رائج ہے اور انگلستان کے مجموعہ قوانین میں موجود ہے' اگرچہ الحاد پرستی کی وجہ سے مسیح علیہ السلام کی عزت و حرمت کا پیمانہ ہی بدلا جا چکا ہے' تاہم قانون اپنی جگہ موجود ہے جس سے مسلمانوں نے عیسائیوں کے ساتھ مل کر فائدہ بھی اٹھایا (اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے)

جہاں تک تعلق ہے اس بات کا کہ اس قانون سے انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے' تو ہم آج تک انسانی حقوق کی تعریف اور اس کا اطلاق کن لوگوں' حالات یا قوموں پر ہوتا ہے' نہیں سمجھ سکے' کیونکہ جب بھی ان الفاظ کا اطلاق کیا گیا صرف مجرم ہی سامنے لائے گئے انہی کی حمایت ہی کی گئی ہے انہیں ہی ہیرو بنا کر پیش کیا گیا'

قاتلوں' ڈرگ اسمگلروں' ڈاکوؤں اور معاشرے کے گھناؤنے افراد ہی کی عزت خراب ہونے سے بچانے کی سعی کی گئی۔ پاکستان جیسے غریب ملک میں لیبر چائلڈ انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی زد میں آتی ہے اور یورپ میں ہر گلی کے نکڑ پر کھڑی سولہ سترہ سالہ جسم فروش لڑکیاں جس مزدوری سے روٹی کماتی ہیں' وہ عین انسانی حقوق کے تحت ہے۔ سعودی عرب میں ایک قاتلہ نرس کو سزا کا اعلان حقوق انسانی کی خلاف ورزی تھا' لیکن بوسنیا' فلسطین' کشمیر' الجزائر کوسوو وغیرہ میں مسلمانوں کا قتل عام عین انسانی حقوق کے مطابق ہے' اس وقت ان لوگوں کو انسانی حقوق ہرگز یاد نہیں آتے جب عراق کے لاکھوں بچے دوائی کے ایک ایک قطرے کو ترستے ہیں اور لیبیا کے باشندے جرم وفا میں گزشتہ آٹھ برس سے دنیا سے علیحدہ کئے جا چکے ہیں۔ اگر ان کے مجرم کو سزا دی جائے تو پورا یورپ چیخ اٹھتا ہے اور اگر ہمارے ہاں کوئی ملزم' جرم ثابت ہونے سے مستوجب سزا قرار دیا جائے تب یہ اسے ہیرو بنا کر پیش کرتے ہیں اور راتوں رات یورپ کے غلام حکمرانوں کے حلق پر انگوٹھا رکھ کر ایمرجنسی پاسپورٹ تیار کروا کر انہیں خصوصی اہتمام سے یہاں سیاسی پناہ دی جاتی ہے اور یوں ہمارے جرم ضعیفی کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی اپنے ملک کے باشندوں کا تحفظ کرتے ہوئے اسے ان کے حوالے نہ کرے تو اس کا عالمی

بائیکاٹ کر دیا جاتا ہے۔ غرضیکہ اب تک انسانی حقوق کا مطلب یہی سامنے آیا ہے کہ جس کی لاٹھی' اس کی بھینس اور مسلمان ملکوں کے حق میں یہ پیغام ہے کہ:

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

ایک مجرم کے جذبات کو مجروح کرنا انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے' لیکن لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمانوں کے آقائے دو جہاں ﷺ کائنات کی سب سے بڑی ہر دلعزیز ہستی کے خلاف زبان طعن دراز کر کے پوری دنیا کے شمع توحید کے پروانوں کی دلآزاری انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں ہے؟ وحشائی' حقائق سے فرار' بے رحمی' سنگدلی' بے انسانی' ظلم و طغیان' بغاوت و سرکشی کی آخر کوئی تو حد ہونی چاہئے۔ دنیا میں عدل و انصاف اور انسانی حقوق کے نام نہاد علمبردار کچھ تو اس کی بھی وضاحت کریں۔

نیز توہین رسالت کے اس قانون کا اطلاق صرف سرکار دو جہاں محمد رسول اللہ ﷺ کی اہانت کرنے والے تک ہی محدود نہیں رکھا گیا بلکہ قرآن و سنت کی روشنی میں ان تمام انبیاء و رسل' جس میں انبیاء بنی اسرائیل اور جناب مسیح علیہ السلام بھی شامل ہیں' ان سب میں سے کسی ایک کی بھی تنقیص کرنا جرم اور مستوجب سزا ہے۔

اہل اسلام جب اس قانون سے خوفزدہ نہیں ہوتے' بلکہ وہ سیدنا مسیح علیہ السلام کو سچا نبی

مانتے ہیں۔ تو مسیحی حضرات کو اس سے خطرہ کیوں محسوس ہوتا ہے؟ سانچ کو تو کہتے ہیں کہ آنچ نہیں ہوتی لیکن یہاں بے بنیاد خدشات کو اچھال کر خواہ مخواہ اپنی پوزیشن کو مشکوک بنانے کی سعی کی جارہی ہے۔

پھر یہ قانون کوئی اندھا قانون نہیں ہے جس کا استعمال بے سوچے سمجھے کیا جاسکتا ہے۔ سب کے جذبات اور انصاف کے تقاضوں اور اردگرد کے احوال کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اسلامی نظام تعزیرات میں کسی جرم کی جتنی سنگین سزا مقرر ہے اسی قدر اسے ثابت کرنے کے لئے کڑی شرائط بھی درکار ہیں چنانچہ حد کی سزا میں شہادت کا معیار عام شہادت سے کہیں زیادہ بلند' سخت اور غیر معمولی ہے' گناہ کبیرہ کے مرتکب فاسق فاجر کی گواہی قبول نہیں کی جاتی' بلکہ صادق القول' عادل اور تزکیۃ الشہود کے معیار پر پورا اترنے والے کی گواہی قبول کی جاتی ہے۔ اسی طرح ایک بنیادی شرط ملزم کے سامنے نیت' ارادہ اور قصد کی بھی ہے' مزید برآں شک کا فائدہ بھی ملزم کو پہنچتا ہے۔ لہذا اس پہلو سے بھی اسے ہدف تنقید بنانا اسلام کے قانون شہادت سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ ضروری نہیں کہ انگریزی قانون میں مہارت حاصل کرنے سے انسان میں اسلامی قانون کی مہارت بھی پیدا ہوجائے۔ اگر یہ نظر آئے کہ فیصلہ کرتے وقت ان کڑی شرائط کا لحاظ نہیں رکھا گیا تو عدالت میں اسے چیلنج کیا جاسکتا ہے۔

رہی یہ بات کہ قانون کے غلط استعمال کا خدشہ ہوسکتا ہے' یہ اعتراض بھی بے وزن ہے' دنیا میں کتنے سخت سے سخت قوانین موجود ہیں' ان کا استعمال بھی غلط ہوسکتا ہے' بلکہ ہوتا بھی ہے لیکن کبھی کسی نے اس پہلو سے احتجاج نہیں کیا' تو صرف اہانت رسول (ﷺ) کو ہی اس امتیاز کا نشانہ کیوں بنایا جاتا ہے؟

جب یہ قانون نہیں بنا تھا تب توہین رسالت کے مجرم مسلمانوں کے ہاتھوں کب محفوظ رہتے تھے' جواب مسیحی حضرات کو زیادہ خطرہ نظر آنے لگ گیا ہے۔ بلکہ اب تو ایک قسم کا بے گناہ لوگوں کے لئے احساس تحفظ پیدا ہوگیا ہے۔ دراصل توہین رسالت اور اس طرح کے دیگر قوانین واقدامات سے اصل تکلیف ایک غیر مسلم اقلیت کو ہوتی ہے جسے طویل جدوجہد اور قربانیوں کے بعد ۱۹۷۴ء میں قانونی طور پر غیر مسلم قرار دیا گیا' اس وقت سے وہ زخمی سانپ کی طرح کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے جس کی آڑ میں انہیں ملک کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کا بہانہ ہاتھ آتا ہو۔ خود سامنے آنے کی جرأت نہیں ہوتی اس لئے وہ دوسرے سادہ لوح اہل مذاہب کو آگے کردیتے ہیں' جیسا کہ اس توہین رسالت کے قانون کے خلاف مسیحی حضرات کو آگے کیا ہوا ہے۔ غرض سلسلہ نبوت سے تعلق رکھنے والے اصحاب خاص طور پر عیسائی برادری کو مسلمانوں کا شکرگزار ہونا چاہئے کہ انہیں کسی قسم کی جدوجہد کے بغیر اپنی عقیدتوں اور محبتوں کے مرکز سیدنا مسیح علیہ السلام کی عزت واحترام کے لئے قانون میں تحفظ کا اہتمام کیا گیا ہے۔

بلکہ یہ قانون کئی لحاظ سے ایک عظیم الشان واقعہ ہے' جو سوا سو سال کے بعد دوبارہ منصۂ شہود پر رونما ہوا ہے کیونکہ سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد ۱۸۶۰ء میں برٹش گورنمنٹ نے ہندوستان میں قانون توہین رسالت کو منسوخ کردیا تھا جسے دوبارہ بحال کرنے کی سعادت اب وطن عزیز کو نصیب ہوئی۔

اس قانون کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ جو لوگ توہین رسالت کے جرم کا ارتکاب نہیں کرتے' انہیں تحفظ مل گیا ہے' کیونکہ قانون کی موجودگی میں اسے اپنے ہاتھ میں لینا اسٹیٹ کے ساتھ بغاوت ہوتا ہے' لیکن اگر قانون موجود نہ ہو تو انصاف طلبی کی آڑ میں حد سے تجاوز کرنے والے سے چشم پوشی کی جاتی ہے' چنانچہ جب برٹش گورنمنٹ نے ہندوستان کے قانون سے توہین رسالت کا قانون ختم کردیا' تو اس کے بعد شمع رسالت کے پروانوں نے اس قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور گستاخان رسالت کو از خود جہنم رسید کرنا شروع کردیا۔ اب وطن عزیز میں اسے قانونی حیثیت حاصل ہونے سے افراد کے ہاتھوں سے نکل کے مملکت کے ہاتھ میں چلا گیا ہے' جس سے اس جرم کا ارتکاب نہ کرنے والوں کے لئے تحفظ پیدا ہوگیا ہے۔ ورنہ کوئی بھی آدمی کسی پر یہ الزام لگا کر اس سے اپنی ذاتی دشمنی کا بدلہ لے سکتا ہے' جیسا کہ ایسے افسوسناک واقعات کافی دفعہ وقوع پذیر ہوئے۔ اب ہر شخص کے لئے عدالت کا دروازہ کھلا ہے۔

اسلام کا یہ پہلا احسان نہیں ہے جو اس نے آسمانی مذاہب کی عزت وحرمت کی بحالی کے لئے کیا ہے' بلکہ قرآن کریم کے نزول نے اس ساری دھول کو بھی صاف کردیا جو مسیح علیہ السلام کے باب میں یہود نے اڑا رکھی تھی اور اپنے پیروکاروں کو بتایا کہ تمہارے سب سے قریب وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہلاتے ہیں۔ کیونکہ ان میں قسیسین' درویش لوگ موجود

ہیں' جو متکبر نہیں ہیں۔

یہ عیسائیوں اور مسلمانوں کی مشترکہ بدقسمتی ہے کہ ان دونوں کو آپس میں جتنا قریب ہونا چاہئے تھا' یہود کی سازشوں کے باعث ان میں اتنی ہی دوری پیدا ہو گئی' بلکہ عیسائیوں کے ساتھ زیادہ ہاتھ ہو گیا کہ جو ان کے سب سے بڑی دشمن تھے' اسلام دشمنی میں وہی ان کے قریب سمجھے گئے' لیکن یہ بات نوشتہ دیوار سمجھ کر محفوظ کر لینی چاہئے کہ آخر کار یہود کے ساتھ ان کا غیر فطری اتحاد ختم ہو کر رہے گا اور اپنے سب سے قریبی محسنوں کے ساتھ انہیں ملنا پڑے گا۔ مثال کے طور پر اس صدی کا سب سے بڑا فتنہ کمیونزم تھا' جو یہودی ذہن کی پیداوار ہے لیکن اسے مسلمانوں اور عیسائیوں نے مل کر کیفر کردار تک پہنچایا ہے'

اس پہلو سے بھی مسیحی برادری کو دیکھنا چاہئے کہ یورپ جو گزشتہ تیرہ صدیوں سے عیسائیت کا نام نہاد علمبردار بنا ہوا ہے' اور بلاس فیمی قانون کے باوجود جناب مسیح علیہ السلام کی عزت و احترام کا کوئی اہتمام نہیں ہے' بلکہ یہاں اہانت رسالت کے مجرموں میں رشدی وغیرہ کو اتنا تحفظ دیا جاتا ہے' حالانکہ مجرم کی حوصلہ افزائی دنیا کے ہر قانون میں جرم سمجھی جاتی ہے۔ مگر انسانی حقوق کے علمبرداروں کے ہاں یہ گنگا بالکل الٹی بہتی ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہاں انبیاءؑ کے کارٹون اور حیا سوز فلمیں تک بنتی اور بکتی ہیں اور کسی عیسائی پادری کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ ابھی ۱۹۸۸ء کی بات ہے' لندن کے سینما گھروں میں ایک یہودی فلم ساز اسکورسس مارٹن کی ایک انتہائی شرمناک فلم ﴿مسیح کی آخری جنسی ترغیب﴾ نمائش کے لئے پیش کرنے کے لئے اشتہاربازی کی گئی' جس میں مسیح علیہ السلام کو ایک طوائف کے ساتھ سرگرم اختلاط دکھلایا گیا' انڈر گراؤنڈ کے تمام اسٹیشنوں پر جگہ جگہ جناب مسیح علیہ السلام کے ساتھ اس طوائف کی نیم برہنہ قدم آدم پوسٹر لگائے گئے۔ اس کھلے ظلم و جہل کے خلاف کس نے آواز اٹھائی تھی؟ عیسائیوں نے یا ان کے کسی پادری نے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ سیدولد آدم علیہ السلام کے جاں نثار' احترام نبوت کی شمع کے پروانے اہل اسلام ہی تھے' جنہوں نے فوری طور پر سخت غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے برٹش فلمز انسٹیٹیوٹ تک رسائی حاصل کی اور اسے سخت نوٹس دیا کہ اس فلم کی نمائش برطانیہ کے قانون بلاس فیمی کی خلاف ورزی ہے اگر اس فلم کی نمائش کو نہ روکا گیا تو نتائج کی ذمہ داری تم پر ہوگی' مسلمانوں کی ترغیب سے کیتھولک چرچ کے رہنماؤں کو بھی غیرت آئی اور انہوں نے بھی عدالتی چارہ جوئی کا نوٹس دیا اس کے علاوہ متعلقہ سینما جہاں اس فلم کی نمائش ہو رہی تھی' اس کے سامنے بھی جمعہ ۱۲ ستمبر ۱۹۸۸ء کو احتجاجی مظاہرے کا اہتمام ہوا جس کے نتیجے میں اس فلم کے اشتہارات فوری طور پر ہٹا لئے گئے اور یہ فلم بری طرح فلاپ ہو گئی۔

یہ تو ایک مثال ہے کہ خود عیسائی مملکتوں میں بھی اللہ کے سچے پیغمبروں کی عزت محفوظ نہیں ہے' جن لوگوں نے بائبل نامی فلم دیکھی ہے' یا سدوم کا آخری دن نامی فلم بی بی سی ٹی وی پر چلتی ہوئی دیکھی ہے' وہ کیا بتا سکتے ہیں کہ انبیاءؑ کرام علیہم السلام اور ان کی آل و اولاد نعوذ باللہ آج کے یورپ کی طرح آبرو باختہ تھی؟! بائبل کے ابتدائی ابواب میں جو تصویر لوط علیہ السلام اور ان کی عفت مآب صاحبزادیوں' نوح علیہ السلام' داؤد علیہ السلام اور ان کی پیش کی گئی ہے' کیا وہ وہ نبی تو کجا عام باحیا انسان کی ہو سکتی ہے؟ اور ان کے مدمقابل جو تصویر قرآن کریم نے کھینچی ہے' اسے دیکھ کر نبوت کی شان بلند سمجھ میں آتی ہے اور قرآن پڑھنے والا بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ یقیناً یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی سب سے بہترین مخلوق ہیں' جن کی زندگیوں کو مشعل راہ بنا کر ہر انسان کردار و اخلاق کی رفعتیں حاصل کر سکتا ہے۔ کچھ ایسی ہی سمجھ تھی جس کا مظاہرہ تیرہ سو سال پہلے ایک عیسائی سربراہ مملکت نے مکہ سے ہجرت کی خاطر آنے والے مظلوم مسلمانوں کے نمائندہ سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی زبانی سورۂ مریم کی تلاوت سن کر کیا تھا اور قرآن کریم نے بھی اس کی تحسین فرمائی تھی۔

(دیکھئے پارہ سات کی ابتدائی آیات مبارکہ)

یہ تو آسمانی مذاہب کے پیروکاروں پر قرآن کا احسان ہے جس پر انہیں اس کا شکر گزار اور احسان مند ہونا چاہئے نہ کہ ان کے ایسے اقدامات پر چراغ پا ہونا چاہئے۔ اور پھر ایک سوال عیسائی رہنماؤں سے یہ بھی ہے کہ آپ جب احترام نبوت کی اہمیت کے قائل ہیں تو آپ کو توہین رسالت کے قانون سے کیا خطرہ؟ تنکا تو چور کی داڑھی میں ہوتا ہے' سادھ کو کیا ضرورت پڑی ہے داڑھی کھجانے کی۔ اور اگر کوئی بدبخت اس سطح پر اتر آتا ہے تو آپ حضرات کا کیا فرض نہیں بنتا کہ ایسے گندے انڈے کو اپنے گھر سے باہر پھینک دیں؟ ایسا بدنصیب' بدبخت انسان عیسائی' ہندو تو کیا انسان کہلانے کا بھی حقدار نہیں ہے' جو کائنات کی سب سے بہترین مخلوق انبیاء کرام علیہم السلام کی اہانت کا

ارتکاب کرے۔

اس قانون کی ضرورت کیسے پیدا ہوئی:

آپ کی دلچسپی کے لئے بتادوں کہ اس قانون کا محرک پاکستان کا ایک نام نہاد مسلمان مگر اشتراکیت زدہ ایڈووکیٹ مشتاق راج کا جاہلانہ طرز عمل بنا تھا جس نے ۱۹۸۳ء میں ایک کتاب ﴿آفاقی اشتمالیت﴾ لکھی جس کا انگریزی ترجمہ ﴿ہیومنلی کمیونزم﴾ کے نام سے چھپا تھا' اسے وسیع پیمانے پر مفت تقسیم کیا گیا' اس کتاب میں نہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ تمسخر کیا گیا بلکہ تمام مذاہب و ادیان کا مذاق بھی اڑایا گیا' مذہبی رہنماؤں کو شیطان کہا گیا' انبیاء کرام پر نہایت گھٹیا سوقیانہ حملے کئے گئے اور سرور دو جہاں ﷺ کی جناب میں بھی گستاخی کی گئی جس پر مسلمان سراپا احتجاج بن گئے' غیور مسلم وکلاء کی تنظیم ورلڈ ایسوسی ایشن آف پاکستان مسلم جیورسٹس نے ایک بھرپور ہنگامی اجلاس کا اہتمام کیا اور قرارداد مذمت پاس کی اور لاہور ہائیکورٹ کی بار ایسوسی ایشن نے اپنے بھرپور اجلاس میں' جس میں پانچ سو سے زیادہ اراکین نے شرکت کی تھی' متفقہ طور پر مشتاق راج کی رکنیت ختم کردی اور اس کے خلاف توہین مذہب کے جرم میں انارکلی پولیس اسٹیشن میں رپورٹ درج کرائی' پولیس نے زیر دفعہ ۲۲۵ الف تعزیرات پاکستان کے تحت مقدمہ تو درج کرلیا لیکن مشکل یہ پیش آئی کہ تعزیرات پاکستان میں توہین رسالت جیسے سنگین جرم کی کوئی سزا مقرر نہیں تھی' تب ملک کے تمام مکاتب فکر' مذہبی وسیاسی رہنماؤں نے مشترکہ طور پر قانون سازی کے لئے وفاقی شرعی عدالت میں ۱۸ جولائی ۱۹۸۳ء کو درخواست پیش کی' فاضل عدالت نے ابتدائی بحث کی سماعت کے بعد اٹارنی جنرل پاکستان اور تمام صوبوں کے ایڈووکیٹ جنرل کے نام نوٹس جاری کردیئے اور پٹیشن برائے سماعت منظور کرلی' اس کے بعد پھر اس پٹیشن کی باقاعدہ سماعت اسی فیڈرل شریعت کورٹ کے فل بنچ نے کی' اس پٹیشن کی تائید میں تمام اسلامی مکاتب فکر کے علماً عدالت میں پیش ہوئے اور انہوں نے زبانی دلائل کے ساتھ ساتھ اپنے اپنے تحریری دلائل بھی عدالت میں پیش کئے' عدالت نے وفاقی حکومت اور اسلامیان پاکستان دونوں فریقوں کے دلائل سننے کے بعد اپنا فیصلہ محفوظ رکھا۔

اسی دوران ایک قادیانی خاتون ایڈووکیٹ عاصمہ جہانگیر نے اسلام آباد میں منعقدہ ایک سیمینار میں تقریر کرتے ہوئے معلم انسانیت ﷺ کے بارے میں ایسے نازیبا توہین آمیز الفاظ استعمال کئے جو تمام سامعین کی دلآزاری کا باعث بنے' انہوں نے متعلقہ خاتون سے احتجاج کرتے ہوئے اپنے الفاظ کو واپس لینے اور معافی مانگنے کا مطالبہ کیا' جسے اس نے قبول نہ کیا' اس کے ردعمل میں کافی ہنگامہ ہوگیا' اس کی خبر جب اخبارات میں چھپی تو پورا ملک ایک بار پھر سراپا احتجاج بن گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ عاصمہ جہانگیر پر توہین رسالت کی حد جاری کی جائے' قومی اسمبلی میں اسلامی جذبہ سے سرشار خاتون ایم این اے محترمہ نثار فاطمہ مرحومہ نے اس تقریر کا سخت نوٹس لیا اور انہوں نے اسمبلی میں ایک بل بھی پیش کیا' جس میں توہین رسالت کی اسلامی سزا سزائے موت تجویز کی گئی' یہ بل کافی لے دے کر بالآخر ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر منظور کرلیا اور تعزیرات پاکستان میں دفعہ ۲۹۵ ج کا اضافہ کیا گیا لیکن اس میں ایک سقم موجود تھا' وہ یہ کہ دفعہ مذکورہ میں توہین رسالت کی سزا' سزائے موت یا اس کے متبادل سزا' سزائے عمر قید بھی رکھی گئی' جس پر غیور وکلاء و علماً نے پھر اس سقم کو دور کرنے کی مساعی جمیلہ شروع کردی کہ اسلام میں اہانت رسول ﷺ کی صرف ایک ہی سزا ہے اور وہ ہے سزائے موت' جس میں صدر' گورنر' پارلیمنٹ بلکہ پوری امت مسلمہ کو بھی کسی قسم کی ترمیم' تبدیلی یا تخفیف کا کوئی اختیار نہیں ہے' تین سال کی جدوجہد کے بعد بالآخر فیڈرل شریعت کورٹ نے اس مقدمہ کا تاریخی فیصلہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو سنادیا' جس پر پورے ملک اور بیرون ملک شمع رسالت کے کروڑوں پروانوں نے اللہ کی بارگاہ میں اس کامیابی پر سجدہ شکر ادا کیا۔ کئی عدالتوں میں اس قانون کے تحت سزا سنائی گئی لیکن ملزموں کو عدالت نے صفائی کا پورا موقع دیا۔ بے نظیر حکومت نے امریکی دباؤ میں آکر مجرمین اہانت رسول کو بیرون ملک بھجوا کر ان کو ہیرو بنا کر پیش کیا' جو ایک اسلامی مملکت کے حکمرانوں کے لئے شرم کی بات تھی۔ لیکن اللہ کی بے آواز لاٹھی نے اس حکومت کو جلد ہی چلتا کردیا۔ اب اللہ کا فضل ہے کہ کسی کو ایسی جرأت نہیں ہوسکتی' اگر کوئی کرے گا تو دنیا و آخرت میں یقیناً عبرتناک سزا پائے گا۔

لہٰذا مسیحی برادری کا ایک غیر مسلم اقلیت کی شہ میں آکر اس قانون کے خلاف احتجاج کرنے کا کوئی جواز نہیں بنتا' ان اعتراضات میں کوئی وزن اور معقولیت نہیں ہے بلکہ سادہ لوحی' اسلامی قانون شہادت سے ناواقفی اور محض جذباتیت کا نتیجہ ہے۔

منظور احمد شاہ آسی

بہائی مذہب کیا ہے؟

آج کل ہمارے ملک میں بہائی عقیدہ کے لوگوں کی پراسرار سرگرمیاں شروع ہیں اور وہ یہ پروپیگنڈہ کرنے میں مصروف ہیں کہ ہمارے اور مسلمانوں کے عائلی قوانین ایک جیسے ہیں اور جگہ جگہ وہ ورکشاپیں کر رہے ہیں اور اپنی کتاب "کتاب اقدس" کی تقریب رونمائی کرتے ہیں۔ ان کے مذہبی عقائد اور ان کے عائلی قوانین کیا ہیں اور اسلام کے عائلی قوانین سے ان کی کتنی مماثلت ہے یہ تفصیل میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں:

ہمارے مانسہرہ شہر میں بھی ایک ہوٹل میں "بہائیوں" نے تقریب منعقد کی جن میں چند وکلا اور صحافی حضرات نے شرکت کی اسی طرح کی ایک اور تقریب ایبٹ آباد شہر میں ایک ہوٹل میں "بہائیوں" نے منعقد کی۔ اس امت کے لئے بے شمار فتنے ہیں اور ایمان کے ڈاکو لباس خضر میں مسلمانوں کے ایمان لوٹنے کے لئے مشغول ہیں۔ دنیا میں سب سے قیمتی چیز ایمان ہے' جو ہر مسلمان کو جان سے بھی زیادہ عزیز ہونا چاہئے۔ ان ڈاکوؤں کا ناطقہ بند کرنا چاہئے "بہائیوں" کا عقیدہ کیا ہے ملاحظہ فرمائیں:

ان کا تعلق دراصل باطنی جماعت سے ہے' ان کا بانی محمد علی باب شیرازی ۲۰/اکتوبر ۱۸۱۹ء شیراز میں پیدا ہوا۔ ۱۸۵۰ء میں اس کو جہنم رسید کر دیا گیا۔ محمد علی باب کا دعویٰ تھا کہ میں مسیح موعود ہوں اس کا جو بڑا خلیفہ تھا اس کا نام محمد علی بار فروش تھا۔ وہ یہ دعویٰ کرتا تھا "محمد رسول اللہ ﷺ" اب دوبارہ میری شکل میں دنیا میں تشریف لائے ہیں۔ (معاذاللہ) یہی دعویٰ مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کا تھا۔ "بہائی" جس آدمی کے نام سے مشہور ہیں اس کا نام "بہاءاللہ نوری" تھا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ خدا میری شکل میں دنیا میں آگیا ہے۔ وہ یہ بھی کہتا تھا کہ خدا کی روح مجھ میں حلول کر گئی ہے۔ اس کا ایک دعویٰ یہ بھی تھا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ وہ یہ بھی دعویٰ کرتا تھا کہ وہ من یظھرہ اللہ ہے (جس کو اللہ ظاہر کرے گا) چونکہ بہائیوں کا ایک عقیدہ تھا کہ وہ خاص شخصیت اپنے وقت پر ظاہر ہوگی بہت بڑی ہوگی تو بہاءاللہ نے کہا وہ میں ہوں۔

محمد علی باب نے فارسی زبان میں ایک کتاب تحریر کی تھی جس کو وہ وحی کہتا تھا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ میری یہ کتاب وحی الٰہی ہے اور اس کے آنے کے بعد قرآن پاک منسوخ ہو چکا ہے' جس طرح تورات' انجیل' زبور کے بعد قرآن پاک نازل ہوا تو وہ کتب سماویہ منسوخ ہو چکی تھیں۔ "بہائی لوگ اتحاد مذاہب" نعرہ بڑے خوش کن انداز میں لگاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ دنیا کے سارے مذہب سچے ہیں خواہ یہودیت' نصرانیت' ہندو یا سکھ سب کے سب برحق ہیں۔ جب یہ سچے تھے ان کو بہائی مذہب گھڑنے کی کیا ضرورت تھی؟ چونکہ بہاءاللہ نوری خدائی کا دعویدار تھا وہ اپنی کتاب "اقتدار" ص ۳۶ میں لکھتا ہے

"جب مخلوق کا قدیم مالک ظالموں کے ظلم سے اپنے بڑے قید خانے میں پڑا ہوا تھا تو قلم نے اس طرح نطق فرمایا (چونکہ اس کو بادشاہ نے انہی عقائد خبیثہ کی بنیاد پر گرفتار کیا تھا طویل عرصہ جیل میں پابند سلاسل رہا تو اس روداد بیان کرتے ہوئے یہ تحریر کیا)"

اس خدائی کا کیا فائدہ جو اپنی جان بھی نہ بچا سکے؟ مرزا قادیانی نے بھی یہی دعویٰ کیا تھا وہ اس لئے بچ رہا کہ انگریزی حکومت اس کی پشت پناہی کرتی رہی۔ بہاءاللہ نوری کتاب اقدس ص ۱۱۷ میں لکھتا ہے:

"جب کوئی شخص (بہاءاللہ) کو دیکھتا ہے' اسے اہل طغیان کے ہاتھوں میں انسانی شکل میں پاتا ہے۔ لیکن اس کے باطن پر غور کرتا ہے تو اسے آسمانوں اور زمینوں کی مخلوق کا نگہبان پاتا ہے۔"

اپنی مشہور کتاب جس کی "بہائی" آج کل رونمائی کر رہے ہیں کے ص ۲۲۵ میں لکھتا ہے:

"جو بڑے قید خانے میں بول رہا ہے وہی کائنات کا خالق و موجد ہے' وہ دنیا کو زندگی بخشنے کے لئے بلاؤں اور مصیبتوں کا متحمل ہوا وہی اسم اعظم ہے جو ازل سے مخفی تھا (یعنی بہاءاللہ)"

کتاب مبین کے ص ۲۸۶ پر لکھتا ہے:

"مجھ بہاءاللہ کے سوا کوئی معبود نہیں میں منفرد و یگانہ ہوں اور قید کیا گیا ہوں" ایک بہائی عقیدے کا شاعر دیوان نوش یون ہرزہ سرائی کرتا

ہے۔"

رخ سوئے تو آوردم اے مالک جان الحی
زاں روکہ تو در عالم معبودی و سلطانی"
(دیوان نوش ص ۹۳)

ایک اور "بہائی" مرزا حیدر علی نے اپنی کتاب بہجۃ الصدور ص ۸۲ میں یوں لکھا ہے کہ:

بہاءاللہ اپنے پیروکاروں کا مسجود تھا نیز اسی کتاب کے ص ۲۵۸ پر تحریر ہے کہ زائرین (زیارت کرنے والے) اس کی قبر کو بھی اسی وجہ سے سجدہ کرتے ہیں۔

قارئین مندرجہ بالا حوالے "بہائیوں" کی اپنی کتابوں کے وہ خود اپنے آپ کو خدا کہلاتا تھا۔ اس سے بڑا کفر اور کیا ہوگا باقی بہائی مذہب میں اور کیا کیا خرافات ہیں وہ بھی ملاحظہ کیجئے:

"بہائی مذہب وضو میں صرف ہاتھ اور منہ دھونا کافی ہے' سر کا مسح یا پاؤں دھونے ضروری نہیں اور نہ اس کا حکم دیا گیا۔

البتہ پاؤں اور سر کے مسح کی جگہ صرف اللہ ابہیٰ ۹۵ مرتبہ پڑھ لیا کریں۔ سردی کے موسم میں تیسرے دن پاؤں دھولیا کریں اور گرمی کے موسم میں ہر روز ایک مرتبہ پاؤں دھولینا کافی ہے۔

ہر نماز کے لئے وضو کرلینا ضروری نہیں صرف دن میں ایک مرتبہ وضو کرنا چاہئے۔ اگر پانی نہ ملے تو تیمم کی جگہ پانچ دفعہ بسم اللہ الاطہر کہہ لینا کافی ہے' نماز میں کعبہ کی طرف رخ کرلینا ضروری نہیں ہے' بلکہ بہاءاللہ کی قبر کی طرف منہ کرلینا کافی ہے۔ یا عکہ (شام) کی طرف جہاں بہاءاللہ کو قید کیا گیا تھا۔ بہائیوں کی نمازوں میں قرآنی آیات نہیں پڑھی جاتی بلکہ وہ بہاءاللہ کی کتابوں سے مختلف عبارتیں پڑھتے ہیں۔ نیز بہائی مذہب میں تین نمازیں فرض ہیں فجر' ظہر' مغرب ان نمازوں میں صرف تین تین رکعتیں فرض ہیں نماز کا طریقہ بھی یہ نہیں بلکہ کچھ اور ہے۔ نیز بہائی مذہب میں بیماروں اور بوڑھوں کو نمازیں بالکل معاف ہیں۔ اسی طرح رمضان کے بجائے صرف موسم بہار میں انیس روزے رکھنے کا حکم ہے۔ روزے کی ابتداء بھی صبح صادق کے بجائے طلوع آفتاب سے رکھی ہے۔ عیدالفطر کی جگہ بہائیوں کی عید نیروز ہے۔ اسلام میں زکوٰۃ کا نصاب چالیسواں حصہ ہے جبکہ بہائیوں کے نزدیک پانچواں حصہ ہے۔ اب ذرا ان کے عائلی قوانین کا اندازہ کیجئے کیا ان کا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ ہمارے عائلی قوانین اسلام کے قوانین سے ملتے ہیں؟

بہائی مذہب میں صرف دو عورتوں سے شادی ہوسکتی ہے' بہاءاللہ اپنی کتاب "اقدس" میں لکھا ہے:

"تم پر تمہارے باپوں کی بیویاں حرام کی گئیں ہیں اور لونڈوں کے احکام بیان کرنے سے ہمیں شرم محسوس ہوتی ہے۔"

بہائی مذہب میں ماں کے ساتھ شادی کرنا حرام ہے باقی جو محرمات ہیں بہن' بیٹی' خالہ' پھوپھی' بھانجی' بھتیجی اور جتنی محرمات ہیں ان سے آپ شادی کرسکتے ہیں۔ (کتاب مفتاح الابواب)

بہائی مذہب میں سود لینا اور دینا دونوں جائز ہیں۔ بہائیوں کی مشہور کتابیں یہ ہیں:

(۱) کتاب اقدس

(۲) نقطۃ الکاف

(۳) بیان اقتدار

(۴) بہجۃ الصدور

(۵) مفتاح الابواب وغیرہ

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ان فتنوں سے محفوظ فرمائے اور ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ (آمین) ○

سندھ کی خصوصی عدالت کا اہم فیصلہ!

گولارچی (حکیم محمد سعید انجم) انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت حیدر آباد' میر پور خاص ڈویژن کے جج سلیم احمد کی عدالت نے قادیانیوں کی جانب سے تھانہ جھڈو کی حدود چک ۲۴ میں مسلمانوں کی مسجد شہید کرنے' مذہبی منافرت پھیلانے اور توہین عدالت کے دو علیحدہ علیحدہ مقدمات متعلقہ عدالتوں' منتقلی کی جانب طارق احمد قادیانی ایڈووکیٹ کی داخل کردہ درخواستوں کو سرکاری وکیل جناب گل محمد ابڑو اور وکیل صفائی کے بحث ودلائل کے بعد مسترد کردیا' مذکورہ درخواستوں میں فاضل عدالت کے دائرہ اختیار کو چیلنج کیا گیا تھا۔

کیس مذکورہ کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا احمد میاں حمادی' مولانا محمد علی صدیقی' مولانا محمد نذر عثمانی کررہے ہیں' فیصلے کے وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی مجلس تحفظ ختم نبوت گولارچی کے ناظم اعلیٰ حکیم محمد سعید انجم عدالت میں موجود تھے۔

مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری
نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

ختمِ نبوّت کانفرنس چنڈیگڑھ

نعرائے تکبیر کے ساتھ عوام کا اعلان اب ہم مسلمانوں کو قادیانیوں کے دجل وفریب سے آگاہ کرتے رہیں گے

گزشتہ کچھ عرصہ سے قادیانیوں نے پنجاب میں اپنی ریشہ دوانیاں تیز کردی ہیں۔ تقسیم ہند کے بعد وہ بھولے بھالے مسلمان جو پنجاب کے مختلف شہروں اور دیہاتوں میں نہایت قلیل تعداد میں رہ کر اپنے دین وایمان کو محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ اب قادیانیوں نے ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر خود کو مسلمان ظاہر کر کے انھیں دین اسلام سے ہٹانے اور مرزائی مذہب میں داخل کر کے مرتد بنانے کی مہم تیز کردی ہے۔

کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی کوششوں سے چنڈی گڑھ شہر میں مرکزی دفتر کے زیر نگرانی ایک کمیٹی بنام مجلس تحفظ ختم نبوت چنڈی گڑھ 'ہریانہ وہماچل' پردیش قائم کی گئی۔ جو باوجود بے سروسامانی کے متعدد کارہائے نمایاں انجام دے چکی ہے۔

الحمدللہ مجلس کی مساعی جمیلہ سے تینوں صوبوں کے متعدد دیہاتوں میں بے شمار افراد کو جو قادیانیت سے متاثر یا قادیانیت کی لعنت کا طوق گلے میں ڈال چکے تھے 'ہدایت نصیب ہوئی ہے۔

مجلس کی مساعی جمیلہ میں سے یہ ایک عظیم کارنامہ ہے کہ اس سال ۱۲ ربیع الاول کے موقع پر چنڈی گڑھ کی جامع مسجد کے وسیع و عریض پارک میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس بلانے کا اہتمام کیا اور جس جگہ دو افراد کا جمع ہونا مشکل تھا وہاں ڈیڑھ ہزار سے زائد شیدائیان ختم نبوت رسالت ﷺ دیکھنے میں آئے۔ اور بعد نماز مغرب ساڑھے سات بجے پروگرام شروع ہوا تو رات کے ساڑھے بارہ بج گئے پھر بھی مجمع سے کوئی ایک فرد اٹھنے کے لئے تیار نہ تھا کانفرنس کو خطاب کرنے کے لئے دارالعلوم دیوبند سے راقم الحروف (شاہ عالم) و حضرت مولانا قاری شفیق الرحمٰن صاحب استاذ تجوید دارالعلوم دیوبند 'صوبہ ہریانہ سے جناب حضرت مولانا مفتی محمد طیب صاحب مہتمم مدرسہ بدرالعلوم رائے پور گوجراں 'یمنا نگر ہریانہ' ہماچل سے جناب حضرت مولانا محمد ممتاز صاحب مہتمم مدرسہ اصلاح الفکر شملہ 'اور جناب حضرت مولانا ظہیر صاحب بدر جناب مولانا محمد طاہر صاحب قاسمی آرگنائزر جمعیت علماء ہند آئے پنجاب وہماچل و ہریانہ کو دعوت دی گئی تھی جبکہ اسٹیج پر مقامی علماء کے علاوہ اخباری نمائندے اور جلسے میں بعض صوبائی وزراء بھی موجود تھے۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق ٹھیک ساڑھے سات بجے جناب مولانا شکیل احمد صاحب مہتمم مدرسہ ایضاح العلوم مجددی و ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت چنڈی گڑھ نے مائک سنبھالا تلاوت قرآن مجید و نعت شریف کے بعد جناب مولانا اجمل خاں صاحب خطیب جامع مسجد کو دعوت سخن دی موصوف نے زیر صدارت حضرت مولانا ظہیر عالم صاحب بدر قاسمی اجلاس کی کارروائی آگے بڑھانے کی عوام و خواص سے تائید پاکر مختصر لفظوں میں جلسہ کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔

موصوف نے بتایا کہ چنڈی گڑھ اور اس کے اطراف وجوانب میں عوام کی جہالت سے قادیانیوں نے فائدہ اٹھانا شروع کردیا ہے 'اس لئے وقت کا تقاضا ہے کہ امت مسلمہ کے ہر فرد کو اس فتنہ کی زہرناکی اور خطرناکی سے آگاہ کردیا جائے' تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا کوئی مسلمان بھائی ناواقفیت کی وجہ سے اسلام کے نام پر اسلام سے نکل کر قادیانی اور مرتد بن جائے اور اسے خبر بھی نہ ہو۔ مولانا اجمل خاں صاحب کے بیان کے بعد خود صدر جلسہ جناب مولانا ظہیر عالم صاحب بدر قاسمی نے مجمع سے خطاب کیا اور ہماچل و ہریانہ اور پنجاب میں ہونے والی قادیانی ریشہ دوانیوں کی مختصر روداد سناتے ہوئے ہر عام و خاص کو اس صورت حال سے بیدار رہنے کی تاکید فرمائی مولانا موصوف کے بعد جناب مولانا و قاری شفیق الرحمٰن صاحب مدظلہ کرسی خطابت پر جلوہ افروز ہوئے اور تقریباً ایک گھنٹہ تک دلکش شیریں آواز اور مقررانہ طرز وانداز سے مجمع کو مسحور کئے رکھا۔ جناب قاری صاحب کا موضوع سیرت النبی ﷺ تھا موصوف نے اس موضوع میں اس پہلو کو بھی اپنایا جس سے باطل فرقوں اور بالخصوص مدعیان نبوت کی خوب خوب

قلعی کھولی۔

حضرت قاری صاحب کے بعد جناب مولانا شکیل احمد صاحب ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت نے مجلس کی کارگزاری پڑھ کر سنائی جو تقریباً ۱۲ صفحات پر مشتمل تھی اور بتایا کہ اب تک مجلس کے پاس مستقل کوئی فنڈ نہیں بس اہل خیر حضرات کے بذل ہمت سے سارے کام انجام دیئے جا رہے ہیں۔

مختصر مدت میں اور اس بے سروسامانی کے عالم میں مجلس کی مساعی جمیلہ دیکھ کر مجمع کا دل باغ باغ ہو گیا۔

الحمدللہ جلسہ کی یہ کارروائی چلتی رہی ادھر دشمنان اسلام قادیانیوں کا کلیجہ جلتا رہا "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" کے مصداق کچھ نہ ہو سکا تو اس سیکٹر کی بجلی ہی غائب کرا دی گئی، مگر گھنٹوں بجلی اور مائک نہ ہونے کے باوجود مجمع سے ایک فرد بھی نہ ہلا جبکہ جلسہ طے شدہ پروگرام کے مطابق صرف ۹ بجے تک چلنا تھا اور دس بج چکے تھے، پھر بھی مجمع اپنی جگہ پر سکون تھا۔ دریں اثنا اناؤنسر نے راقم سطور کو دعوت دی۔ پہنچتے ہی بندہ نے اخباری نمائندوں کو مرزا قادیانی کے ان دعاوی کے حوالے نوٹ کرا دینا ضروری سمجھا جن کا ذکر پہلے مقررین کے بیان میں آچکا تھا تاکہ بات پکی رہے اور مجمع میں جو متاثرین ہوں انہیں بھی کوئی شک و شبہ نہ رہ جائے۔

حوالہ جات نوٹ کرانے کے بعد بندہ نے "مجلس تحفظ ختم نبوت اور موجودہ زمانہ میں اس کی ضرورت" پر روشنی ڈالی کیونکہ یہی موضوع بندہ ناچیز کے لئے منتخب کیا گیا تھا اس ضمن میں مختصر سی باتیں ناچیز نے مجمع کے سامنے رکھیں کہ الحاد و بے دینی کا دور ہے جو چاہتا ہے ہمارے قرآن مجید کے خلاف اسلامی تعلیمات و عقائد کے خلاف اٹھتا ہے اور دھڑلے سے ان کی بے حرمتی کرتا ہے اور ہم خاموش تماشائی بنے بیٹھے رہتے ہیں کیا ہماری غیرت و حمیت کا یہی تقاضا ہے؟ ہمارے اکابر و اسلاف نے جان و خون کا نذرانہ دے کر ہم تک دین و ایمان پہنچایا ہے ہونا تو یہ چاہئے کہ ہم بھی تن، من، دھن کی قربانی پیش کریں اور اسلامی تعلیمات و عقائد کو اپنے سینہ سے لگائے رکھیں۔

قادیانیوں نے اسلام کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کر رکھا ہے اسلام کے نام پر اسلام کی بیخ کنی میں لگے ہوئے ہیں اسلامی تعلیمات کو مسخ

باقی صہ ۱۲ پر

رحمۃ اللہ علیہ

قادیانیت اور علامہ کشمیریؒ

امت کے جن اکابر نے اس فتنہ کے استیصال کے لئے محنتیں کی ہیں سب سے زیادہ امتیازی شان حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری دیوبندیؒ کو حاصل تھی اور دارالعلوم دیوبند کا پورا اسلامی اور دینی مرکز انہی کے انفاس مبارکہ سے اس شجرۂ خبیثہ کی جڑوں کو کاٹنے میں مصروف رہا، قادیانیوں کے شیطانی وساوس اور زندیقانہ وسائس کا امام العصر نے جس طرح تجزیہ کر کے ان پر تنقید کی اس کی نظیر تمام عالم اسلام میں نہیں ملتی، حضرت مرحوم نے خود بھی کتابیں لکھوائیں، اور ان کی پوری نگرانی و اعانت فرماتے رہے، میں نے خود حضرت رحمہ اللہ سے سنا کہ ﴿جب یہ فتنہ کھڑا ہوا تو چھ ماہ تک مجھے نیند نہیں آئی اور یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں دین محمدی (علی صاحبہ علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے زوال کا باعث یہ فتنہ نہ بن جائے۔﴾ فرمایا چھ ماہ کے بعد میں مطمئن ہو گیا کہ انشاء اللہ دین باقی رہے گا اور یہ فتنہ مضمحل ہو جائے گا۔﴾ میں نے اپنی زندگی میں کسی بزرگ اور عالم کو اس فتنہ پر اتنا دردمند نہیں دیکھا جتنا کہ حضرت امام العصر کو، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ دل میں ایک زخم ہو گیا ہے، جس سے ہر وقت خون ٹپکتا رہتا ہے، جب مرزا کا نام لیتے تو فرمایا کرتے تھے کہ ﴿لعین ابن اللعین لعین قادیان﴾ اور آواز میں ایک عجیب درد کی کیفیت محسوس ہوتی فرماتے تھے کہ ﴿لوگ کہیں گے کہ یہ گالیاں دیتا ہے۔﴾ فرمایا کہ ہم اپنی نسل کے سامنے اپنے اندرونی دردِ دل کا اظہار کریں، ہم اس طرح قلبی نفرت اور غیظ و غضب کے اظہار کرنے پر مجبور ہیں۔

مولانا بنوریؒ

(المقدمات البنوریہ ص ۳۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خط کسریٰ کے نام خط کی توہین اور کسریٰ کا انجام

مولانا مسعود قاسم قاسمی فقیر والی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی نبوت کو اللہ تعالیٰ نے کسی قوم، کسی قبیلے، کسی گروہ یا کسی خاص زمانے کے ساتھ خاص نہیں کیا۔ بلکہ تمام لوگ اور اقوام عالم غرض تمام جہانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا۔

اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ سے واپسی کے بعد قیصر روم کی طرف دحیہ کلبی، خسرو پرویز کسریٰ شاہ ایران کی طرف عبد اللہ بن حذافہ السہمی، نجاشی شاہ حبشہ (ایتھوپیا) کی طرف عمرو بن امیہ ضمری، مقوقس شاہ مصر و اسکندریہ کی طرف حاطب ابن ابی بلتعہ، منذر ابن مساوی شاہ بحرین شاہ عمان کی طرف علاء بن حضرمی، ہوذہ بن علی رئیس یمامہ کی طرف سلیط بن عمرو، حارث غسانی امیر دمشق کی طرف شجاع بن وہب الاسدی کے ہاتھ محرم سنہ ۷ھ میں دعوت اسلام کے خطوط بھیجے۔

ان خطوط میں دعوت اسلام دینے کے ساتھ ساتھ ان پر واضح کردیا تھا کہ اگر تم نے اسلام کو قبول کرنے سے انکار کیا تو تمہارے انکار کرنے کا وبال اور انکار کی وجہ سے تمہاری رعایا کا اسلام کے قبول کرنے سے محرومی کا وبال تمہاری گردنوں پر ہوگا ذیل میں صرف کسریٰ کے خط کی تفصیل درج ہے۔

"نامہ مبارک بنام کسریٰ"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن حذافہ السہمی کو خط دیکر خسرو پرویز بن ہرمز بن نوشیرواں (جس کا لقب کسریٰ تھا) کے پاس بھیجا۔ جب حضرت عبد اللہ پہنچے اس وقت خسرو پرویز کردستان کی سرحد پر دریائے قرامو کے کنارے خیمہ زن تھا۔ پرویز بڑے جاہ و جلال اور شان و شوکت کے ساتھ تخت پر متمکن تھا حضرت عبد اللہ نقیب کی آواز پر اندر داخل ہوئے تو اہل دربار بڑی حیرت و تعجب سے انہیں دیکھنے لگے کہ اتنے معمولی لباس اور اس قدر سادگی اور بے باکی سے خسرو کے دربار میں آج تک کوئی نہیں آیا تھا یہ کون ہے؟ حضرت عبد اللہؓ بن حذافہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک خسرو پرویز کو پیش کردیا جس نے ترجمان کو بلا کر پڑھنے کا حکم دیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ مبارک کی تحریر یہ تھی:

"میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے اور گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں تجھے اللہ کے دین کی طرف بلاتا ہوں کیونکہ میں تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں تاکہ ہر زندہ انسان کو (آخرت) ڈرساؤں اور قائم ہوجائے کافروں پر اللہ کی حجت۔ اسلام کو قبول کر، سلامت رہے گا اگر تو نے انکار کیا تو تمام مجوسیوں (کے اسلام قبول نہ کرنے) کا گناہ تجھ پر ہوگا"۔

خسرو نے طیش میں آکر آپ کا والانامہ چاک کردیا اور غضبناک ہوکر کہنے لگا کہ ہمارے غلام کو یہ جرات کہ ہمارے نام اس طرح خط لکھے! یمن کے گورنر کو حکم دیا جائے کہ نعوذ باللہ محمد کو پکڑ کر ہمارے دربار میں بھیج دے۔ پھر حضرت عبد اللہ بن حذافہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں حاضر ہوکر تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ نے سن کر فرمایا کہ کسریٰ کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔

یہاں خسرو پرویز کی شہنشاہیت، طاقت، سطوت کی ایک جھلک دکھانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو دنیا کا دوسرا خدا نہ کہتا تو کیوں نہ کہتا۔ فارس کا پایہ تخت تو مدائن ہی تھا۔ لیکن مدائن سے ساٹھ میل دور شمال کی طرف خسرو پرویز نے اپنی رہائش گاہ کے لئے ایک محل تعمیر کروایا تھا۔ اگر یہ محل زمانے کی دست برد سے بچا رہتا تو اس کا شمار عجائبات عالم میں ہوتا۔ خسرو پرویز نے اس محل کا نام "قصر دستاگرد" رکھا تھا مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے دو مورخوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس محل کو دیکھ کر جنت الفردوس کا گمان ہوتا ہے اس کے چاروں طرف دور دور تک لہلہاتے سبزہ زار اور مرغ زار تھے۔ جن میں چکور، مور، شتر مرغ اور ہرن چرتے چگتے تھے۔ یہ وسیع و عریض محل چالیس ہزار ستونوں پر کھڑا تھا۔

جن پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا۔ محل کے اوپر ایک ہزار برج تھے۔ جو خالص سونے کے بنے ہوئے تھے "قصر دستاگرد" میں نوسو ساٹھ ہاتھی' تیس ہزار اونٹ اور چھ ہزار اعلیٰ نسل کے گھوڑے زرق برق کپڑوں سے سجے ہوئے موجود رہتے تھے۔ محل کے دروازے پر رات دن چھ ہزار کمر سربازوں کا پہرہ رہتا تھا' محل کے اندر کی فضاء مشک و عنبر سے مہکتی رہتی تھی۔ اس تاجدار عجم نے قصر دستاگرد میں تین ہزار نوخیز اور انتہائی حسین لڑکیاں بھی رکھی ہوئی تھیں۔" (اعجاز کی آندھی" ص ۲۲۹ مصنف عنایت اللہ)

اس آتش پرست فرعون کے دماغ میں غرور و تکبر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا جبھی تو اس نے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کی توہین کی ناپاک جسارت کی۔ ادھر گورنر یمن باذان نے بانویہ اور خر خسرہ نامی دو آدمیوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ایک خط دیکر روانہ کیا جب یہ دونوں آدمی بارگاہ رسالت میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت و عظمت سے تھر تھر کانپنے لگے انہوں نے اسی حالت میں باذان کا خط آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ اور عرض کیا کہ شہنشاہ عالم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا ہے اگر آپ تعمیل نہیں کریں گے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ملک کو تباہ و برباد کردے گا۔ آپ باذان کا خط سن کر مسکرائے اور ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی اور فرمایا کہ کل آنا۔ اگلے روز جب یہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات فلاں فلاں وقت اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کردیا اور شیرویہ نے کسریٰ کو قتل کردیا یہ منگل کی رات تھی اور جمادی الاول سنہ ۷ھ کی دس راتیں گذر چکی تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم واپس جاکر باذان کو یہ خبر پہنچادو اور یہ بھی کہدو کہ عنقریب اسلامی حکومت کسریٰ کے پایہ تخت تک پہنچ جائے گی۔ جب بانویہ اور خر خسرو نے واپس جاکر باذان کو تمام واقعات بیان کئے تو وہ کہنے لگا کہ یہ بادشاہوں جیسی بات نہیں اگر یہ خبر صحیح ہے تو خدا کی قسم وہ بلاشبہ نبی ہیں تو باذان نے اس بات کی تصدیق کروائی۔

قصہ یوں ہوا کہ جس خسرو پرویز کا جاہ و جلال اور اس کی جنگی قوت دیکھ کر سب کہتے تھے کہ کسریٰ دنیا کی سلطنت فارس میں آجائے گی لیکن حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ خسرو پرویز جنت نظیر "قصر دستاگرد" کے چور دروازے سے بھاگا اور ساٹھ میل چل کر مدائن میں جاکر سانس لیا اور اس نے فیصلہ کرلیا کہ اب تخت فارس سے دستبردار ہوکر اپنے محبوب بیٹے مردازویہ کو تخت پر بٹھاوے گا۔ لیکن اس کی عیسائی بیوی شیریں اپنے بیٹے شیرویہ کو فارس کا بادشاہ بنانا چاہتی تھی اور علاوہ ازیں فوج کے جرنیل بھی شیرویہ کے ساتھ تھے شیرویہ نے تخت پر قبضہ کرلیا اور اپنے والد کی گرفتاری کا حکم دیدیا پرویز محل سے بھاگا لیکن شہر سے نہ بھاگ سکا اس نے ایک غریب آدمی کی جھونپڑی میں پناہ لی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دینے والا جنت الفردوس جیسے "قصر دستاگرد" میں رہنے والا اور اپنے آپ کو خدا کہنے والا ایک تنگ و تاریک غلیظ جھونپڑی میں اس طرح چھپا کہ اس کے اوپر بدبودار چیتھڑے اور گھاس ڈال دی گئی۔ گھڑ سوار فوجیوں نے تلاش کرتے ہوئے اس کو نکال لیا اور شیرویہ کے سامنے پیش کیا اس نے حکم دیا کہ اسے زنجیروں میں باندھ کر میدان میں لے چلو اور اس کے تمام بیٹوں کو گرفتار کر کے میدان میں کھڑا کردیا گیا اٹھارواں یزدگرد (جو بعد میں فارس کا بادشاہ بنا) فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔

شیرویہ نے حکم دیا کہ پرویز کے سامنے اس کے ایک لڑکے کو قتل کردیا جائے۔ پرویز کے سامنے اس کے تمام لڑکوں کو ایک ایک کر کے سر قلم کردیئے گئے اور یہ پرویز کے سامنے اس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہوکر پڑے تھے جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے ٹکڑے ٹکڑے پڑے تھے پرویز نے رحم کی استدعاء کی کہ میری جان بخشی کی جائے لیکن اسے قید خانے میں ڈال دیا گیا بعد میں اسے بھی قتل کردیا گیا یہ اسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام حق کی توہین کرنے کی سزا ملی۔ اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سچ ثابت ہوا۔ اور یکے بعد دیگرے فارس کے حکمران قتل ہوتے رہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں فارس مکمل فتح ہوگیا۔ باذان اپنے خاندان اور دوست و احباب کے ساتھ مشرف باسلام ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسلام کی اطلاع دی۔

اخبار ختم نبوت

ختم نبوت کنونشن

بھلوال

محمد رسول اللہ ﷺ کی ہستی اتنی عظیم الشان ہے کہ خدا نے جب اس ہستی کو دنیا میں مبعوث فرمایا تو کہا کہ اے انسانوں میں نے آج تک نوع انسانی پر بے بہا انعامات کئے مگر کسی انعام و احسان کو جتلایا نہیں لیکن میرے خزانے میں ایک نعمت ایسی تھی کہ اس کی مثل نہ تھی نہ ہے اور نہ ہی آئندہ ہو گی جب یہ نعمت میں نے اہل دنیا کو عطا کر دی تو میں نے اس نعمت کا احسان جتلایا اور کہا کہ میں نے تمہیں یہ نعمت دے کر بہت بڑا احسان کیا ہے اس کی قدر کرو اس نعمت سے مراد نبی آخر الزماں ﷺ ہیں اگر کسی نے اس ہستی کی توہین کی تو اس کی توبہ بھی قبول نہ ہو گی' ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اکرم طوفانی نے شبان ختم نبوت بھلوال کے زیر اہتمام بلدیہ گراونڈ میں منعقدہ پہلے کنونشن سے خطاب کے دوران کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص دنیا جہاں کی ہر چیز سے زیادہ محبت نبی محترم سے نہیں کرے گا تو اس کا ایمان معتبر نہیں' ان سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم دشمنان رسول ﷺ کا مکمل بائیکاٹ کریں اگر کوئی ان کی شان میں گستاخی کرے تو اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو خلیفہ اول نے مسیلمہ کذاب کا کیا۔ انہوں نے کہا کہ آج قادیانی گروہ اپنے جھوٹے اور انگریز کے خود کاشتہ انگریزی نبی کی گندی تعلیمات کو ڈش کے ذریعہ پھیلا رہے ہیں اور ہمارے سادہ لوح مسلمان اپنے دین نہ جاننے کے سبب ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ خصوصاً تحصیل بھلوال کے علاقہ لوھر بھہ' ہلال پور اور بھابھڑا کے علاقہ میں ان کی سرگرمیاں عروج پر ہیں' حکومت ان کا نوٹس لے۔ انہوں نے کہا کہ شبان ختم نبوت کوئی سیاسی یا فرقہ وارانہ تنظیم نہیں' بلکہ یہ نبی ﷺ کی ناموس کی حفاظت کی خاطر قربانی دینے والے ہر مسلمان نوجوان کی تنظیم ہے۔

جامع قاسم العلوم ملتان کے صدر مفتی مولانا مسعود الحسن تحسین نے کہا کہ ختم نبوت اسلام کا اساسی عقیدہ ہے ہر مسلمان کو آپس کے گروہی اور فروعی اختلافات کو بھلا کر اپنے مشترکہ دشمن قادیانی گروہ کا تعاقب کرنا چاہئے۔ اگر آج نبی کی ذات کی توہین ہو رہی ہو اور تو آپس کے جھگڑے سے تو رو بحر وغیرہ میں پڑا رہا تو تجھ سے بڑا ظالم کوئی نہیں لہذا ان اختلافات کو بھلا کر ختم نبوت کے متحدہ پلیٹ فارم پر ان شبان کے شبہوں کا ساتھ دو۔

مولانا ملک خلیل احمد جامع عربیہ چنیوٹ کے مہتمم نے فرمایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کائنات کا بدترین جھوٹا انسان تھا اس نے جو پیشگوئی کی وہ جھوٹی نکلی جو دعویٰ کیا وہ غلط ہوا۔ اس کی ساری زندگی انگریز کی حمایت اور تعریف میں گزاری کئی کتابیں مثلاً تحفہ قیصریہ وغیرہ اس کی گواہ ہیں۔

ذرلیب ربوہ مولانا حافظ محبوب الحسن طاہر سرپرست اعلیٰ شبان ختم نبوت نے کہا کہ بھلوال کی تاریخ میں ۲۲ سال بعد پہلی مرتبہ ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا اور اس تنظیم کا قیام قادیانی گروہ کی بڑھتی ہوئی ارتدادی سرگرمیوں کے پیش نظر عمل میں آیا۔ چونکہ بھلوال تحصیل کے قادیانیوں نے ہر قانون کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی تبلیغی سرگرمیاں کھلے بندوں شروع کر رکھی ہیں' مختلف جگہوں پر مربیوں کو بلا کر تربیتی نشستیں رکھی جاتی ہیں' انہی سرگرمیوں کی بدولت بھوال کے چند نوجوان مذہب اسلام سے مرتد ہو گئے اور قادیانی مذہب اختیار کر لیا ہے۔ ہمارا حکومت سے مطالبہ ہے کہ ان کی سرگرمیوں کا سختی سے نوٹس لے اگر آج آرڈی نینس مجریہ ۱۹۸۴ء پر عملدرآمد کیا جائے تو قادیانی ذریت خود ہی ختم ہو جائے۔ ہمارا مقصد فرقہ واریت نہیں بلکہ پرامن جدوجہد ہے ہم ہر اسلامی فرقہ کو ایک متحدہ اسٹیج پر لانا چاہتے ہیں' تاکہ اپنے مشترکہ دشمن کی سرکوبی کر سکیں۔ اس کنونشن سے خواجہ محمود الحسن کونسلر نے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم شبان ختم نبوت کی تنظیم کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کریں گے اور اس مشن کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کریں گے' خواجہ مسعود احمد جنرل سیکریٹری انجمن تاجران نے کہا کہ مسئلہ ختم نبوت سب کا متفقہ عقیدہ ہے ہم اس کی خاطر مکمل تعاون کریں گے۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض ڈاکٹر محمود الحسن نے سرانجام دیئے۔ اس کنونشن میں شبان ختم نبوت کے عہدیداران کے علاوہ معززین شہر اور عوام الناس نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔

●●

انتخاب عہدیداران
شبان ختم نبوت بھلوال

سرپرست : حافظ محبوب الحسن طاہر
صدر : لیاقت علی خان
نائب صدر : عثمان گجر' دوم طاہر خان
جنرل سیکریٹری : اسد عزیز
جوائنٹ سیکریٹری : کاشف رؤف
سیکریٹری فنانس : شہزاد مجید
معاون فنانس : منیر احمد
سالار اول : افتخار احمد ایم اے
سالار دوم : شاہد فاروق کمبوہ

سٹی بھلوال کی عاملہ حسب ذیل ہے :

صدر : رانا حبیب الرحمن مکی
نائب صدر : امجد علی
جنرل سیکریٹری : شجاعت علی
جوائنٹ سیکریٹری : شمشاد حسین
سیکریٹری نشرواشاعت : احسان اللہ
فنانس سیکریٹری : شہزاد مجید
سالار اول : رانا عاطف سلیم
سالار دوم : محمد آصف مسکین

تربیتی کنونشن تحصیل گمبٹ

جیسا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دن رات اعداء الدین خصوصاً قادیانیوں کے تعاقب میں اپنی خدمت دین کا فرض اول کی طرح نبھا رہی ہے' جہاں کہیں اسلام ملک دشمن گروہ کی سازش کا پتہ لگتا ہے وہیں مسلمانوں کے ایمان بچانے اور اس خطرناک گروہ کے خطرہ سے آگاہ کرتی ہے' گزشتہ دنوں گمبٹ تحصیل کے گردونواح میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی تبلیغی سرگرمی سے مسلمانوں کو باخبر رکھنے کے لئے تربیتی کونشن کا پروگرام ہوا جس میں شہر اور گردونواح کے بااثر شخصیات کو مدعو کیا گیا تاکہ ان کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیوں کی سازش سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ ان سے تعلقات رکھنے سے پرہیز کریں لہٰذا اس سلسلہ میں خصوصاً لیکچر دینے کے لئے سندھ کے کنوینر حضرت مولانا احمد میاں حمادی صاحب تشریف لائے اس کے علاوہ علاقہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام محمد کو بھی زحمت دی گئی' جنہوں نے قادیانیوں کے خطرات سے مسلمانوں کو آگاہ کیا ان کے علاوہ شہر کے علمأ نے بھی خطاب کئے جن میں مولانا محمد رمضان صاحب' مولانا نعمت اللہ صاحب اور اس عاجز نے بھی اپنے علاقہ میں مسلمانوں کو باخبر رہنے کے لئے تنبیہ کرنے کا موقع ملا اور شہر کے کافی تعداد میں احباب' ڈاکٹرز' وکلأ' دکاندار' وڈیروں نے شرکت فرما کر متحد رہنے کا ثبوت دیا۔ اسی طرح یہ پروقار تقریب حضرت مولانا احمد میاں حمادی صاحب کے تفصیلی خطاب اور دعا کے بعد اختتام پذیر ہوئی۔

جوہر آباد ضلع خوشاب میں قادیانیوں کی سازش ناکام

جوہر آباد ضلع خوشاب (مولانا محمد اختر)

جوہر آباد ضلع خوشاب کا آبادی کے لحاظ سے بڑا شہر ہے' پاکستان کے دوسرے علاقوں کی طرح مرزائی مرتدوں نے اپنی ناپاک تبلیغ کا سلسلہ جدید طریقے سے جوہر آباد مضافات تحصیل کے علاقے میں شروع کیا ہوا ہے' جوہر آباد نیو سیٹلائٹ ٹاؤن میں ملک عبدالغفور رودلک جو کہ قادیانیوں کا مربی ہے' جوہر آباد میں اہم عہدوں پر فائز مرزائی ہیں ان کے اثرورسوخ کی وجہ سے سیٹلائٹ ٹاؤن میں اٹھارہ کوٹھیاں بن چکی ہیں ادھر ادھر سے قادیانی لاکر آباد کئے جا رہے ہیں۔ اپنی عبادت گاہ کے لئے انہوں نے زمین خریدلی ہے' سیٹلائٹ ٹاؤن میں جمعہ' عیدین ودیگر اہم مواقع پر ملک عبدالغفور رودلک کے مکان پر اجتماع ہوتے ہیں' لیکن کوئی قانونی کارروائی نہیں ہوئی۔ ان مرتدوں کی کارستانیوں اور سرعام تبلیغ سے مسلمان پریشان ہیں۔ ان کی سرگرمیوں کی ایک وجہ مقامی پولیس کی سستی ونااہلی ہے۔ حال ہی میں قادیانی جماعت کے ایما پر نعمانہ قاضی جو کہ خود بھی مرزائی قادیانی ہے' پشاور سے تعلق ہے اس کے معاونین پائنیر سیمنٹ فیکٹری کے ملازمین نے ایک اسکول ٹائنی ٹونس کے نام سے جوہر آباد' مظفر گڑھ روڈ پر قائم کیا اسکول کا اشتہار ہمارے پاس موجود ہے' اسکول کی آڑ میں مرزائیت کی تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھنے کا ارادہ کیا گیا' معصوم بچوں کا ذہن خراب کرنے کی مذموم سازش کی گئی' لیکن خوشاب کے غیرت مند مسلمانوں نے ان کی اس سازش کو ناکام بنادیا' ایک وفد بنا کر ڈی سی مجسٹریٹ سے ملا' اسکول بند کرنے اور تحقیقات کرنے کے آرڈر دے دیئے ہیں۔ مرزائیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے' مرزائی جو کہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے اپنی ناپاک تبلیغ میں سرعام سرگرم ہیں' ان کو قانون کے مطابق کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ وفد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت امیر' تحفظ ختم نبوت صدر جمعیت علمأ اسلام خوشاب حضرت قاری سعید احمد اسعد صاحب' حکیم رشید ربانی صاحب' جوہر آباد' وفد شبان ختم نبوت مبلغ مولانا محمد اختر' عزیزالرحمن صدر جمعیت طلبأ اسلام سیٹھ محمد اکرم' رانا محمد ایوب' ڈی سی مجسٹریٹ کو ملا جس میں مرزائیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔

ہم حکومت سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے ٹھوس اقدامات کرے۔

○

گولارچی میں اجلاس

گولارچی (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گولارچی کا ایک اجلاس حکیم مولانا محمد عاشق نقشبندی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گولارچی کی صدارت میں ہوا۔ اجلاس میں صاحبزادہ محمد حامد صاحب کی والدہ مرحومہ کی وفات پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے موصوفہ کے لئے بلندی درجات کی دعا کی۔ اجلاس میں مولانا محمد علی صدیقی' حکیم محمد سعید انجم' مولانا عبدالجبیر ہزاروی' سید علی حیدر شاہ' حاجی حمید اللہ خان' محمد اسلم مجاہد' فضل محمد تو' محمد صفدر گجر اور دیگر احباب نے شرکت کی۔

دعائے صحت کی اپیل

حضرت مولانا جمال اللہ الحسینی مدظلہ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ ۱۹۶۴ء سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ کی حیثیت سے باضابطہ کارہائے نمایاں قابل صد تحسین ہیں۔ ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکات ختم نبوت میں حضرت مولانا موصوف کا تاریخی کردار آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ مولانا موصوف کو مولانا لال حسین اخترؒ کے شاگرد خاص ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ مولانا مدظلہ العالی عرصہ ایک ماہ سے صاحب فراش ہیں دل' گردوں اور معدے کے امراض میں مبتلا ہیں۔ آج کل سول ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ تمام قارئین ختم نبوت اور جماعتی احباب سے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔ اللہ رب العزت مولانا مدظلہ العالی کو تادیر سلامت رکھے اور ہم سب کو تادیر آپ کی شفقتوں سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین

(ادارہ ختم نبوت)

اہلیان گولارچی کا ختم نبوت کو خراج عقیدت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تمام مسلمانوں کی پسندیدہ جماعت ہے اور پوری دنیا میں اس کی خدمات مسئلہ ختم نبوت کی خاطر وقف ہیں۔ ہم اہلیان گولارچی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں' ان خیالات کا اظہار اہلیا گولارچی حاجی حمید اللہ خان' حاجی اللہ جاپایا میمن' حاجی ولی محمد آرائیں' حاجی محمد خورشید' محمد حنیف زئی' محمد تسنیم' محمد صفدر گجر' حاجی محمد لطف اعوان' ملک محمد اختر' چوہدری محمد اصغر گجر' محمد صادر' قاری سید علی حیدر شاہ' محمد عارف گل' عبدالمجید گل' حکیم محمد عاشق' حاجی نظام خان' حاجی محمد ابراہیم خان اور دیگر ساتھیوں نے مولانا اللہ وسایا صاحب' مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ۳۰/اکتوبر کو گولارچی جمعہ کے خطاب کے بعد حکیم محمد سعید انجم ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت گولارچی اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا۔ تمام دوستوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین حضرت مولانا خان محمد صاحب' مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مولانا عزیز الرحمن جالندھری اور مولانا اللہ وسایا صاحب کو خراج عقیدت پیش کیا۔

مولانا محمد علی صدیقی کا اظہار تعزیت

حضرت صاحبزادہ محمد حامد صاحب کی والدہ کی اطلاع ملنے پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بدین سندھ کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی جو ان دنوں گھر تھے خانقاہ سراجیہ حاضری دی اور حضرت اقدس امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صاحبزادہ محمد حامد کا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب' صاحبزادہ محمود صاحب سے تعزیت کی اور مرحومہ کے بلندی درجات کی دعا کی۔ دریں اثنا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھکر کے رہنما ڈاکٹر دین محمد فریدی نے بھی خانقاہ سراجیہ حاضری دے کر مرحوم کے اہل خانہ سے تعزیت کی۔

صاحبزادہ محمد حامد صاحب کی والدہ کا انتقال

روحانی درگاہ خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی کے بانی حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان کے پڑپوتے صاحبزادہ محمد حامد ولد محمد عارف مرحوم کی والدہ ماجدہ کا گزشتہ دنوں انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون موصوفہ کی خانقاہ سراجیہ کے احوال اور ترقی میں بہت سی خدمات ہیں' موصوفہ کافی عرصہ سے عارضہ قلب کی مریضہ تھیں۔ گزشتہ دنوں حالت کافی خراب ہو گئی' کافی علاج کروایا اور اس کے ساتھ ساتھ امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی دعائیں بھی ہوتی رہیں' لیکن تقدیر غالب رہی وقت اجل آگیا' جس نے سب کے لئے آنا تھا اور موصوفہ اپنے رب کے حضور چلی گئیں۔ امیر مرکزیہ حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور خاص احاطہ قبرستان میں دفن کیا۔ خانقاہ سراجیہ کے متعلقین اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام احباب سے درخواست ہے کہ مرحومہ کے لئے بلندی درجات اور پسماندگان کے لئے صبر کی دعا کریں۔

(ادارہ)

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا دورۂ حیدر آباد گولارچی' ٹالہی

گولارچی (نمائندہ خصوصی) ہماری دعوت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے تین روزہ دورۂ سندھ کیا' مولانا محترم ۲۸/ اکتوبر کی شام ملتان سے روانہ ہوئے ۲۹/ اکتوبر حیدر آباد میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا۔ اس کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب مدظلہ' مولانا تنویر الحق تھانوی کراچی' مولانا علامہ احمد میاں حمادی' مولانا نذیر احمد تونسوی کراچی' مولانا محمد علی صدیقی گولارچی' مولانا راشد مدنی ٹنڈو آدم' حیدر سے مولانا سیف الرحمن' مولانا تاج محمد نے خطاب کیا۔ کانفرنس کے انتظام اور نگرانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کے فعال مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی' مولانا ڈاکٹر عبدالسلام صاحب' مولانا ڈاکٹر سیف الرحمن آرائیں' مولانا مفتی محمد حنیف نے کی۔ کانفرنس خوب کامیاب ہوئی ۔ ۲۹/ اکتوبر کو شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب' مولانا محمد علی صدیقی کے ہمراہ گولارچی پہنچے اور آپ نے جامع مسجد مدینہ میں جمعہ کے ایک عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے قرآن و حدیث اور اجماع امت سے مسئلہ ختم نبوت سمجھایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں واضح کیا کہ قادیانیت سے ہمارا جھگڑا صرف اور صرف سرکار دو عالم ﷺ کی ذات اقدس کی خاطر ہے' آج تمام قادیانی مرزا قادیانی کو چھوڑ دیں' ہمارے بھائی ہیں' ہمارا ان سے کوئی اختلاف نہیں۔ مولانا نے بہت ہی احسن انداز میں اس مسئلہ کو بھی واضح کیا ہم قادیانیت سے بائیکاٹ کیوں کرتے ہیں۔

نماز جمعہ کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گولارچی کے احباب حکیم مولانا محمد عاشق صاحب' مولانا عبدالخبیر ہزاروی' مولانا سید علی حیدر شاہ' حاجی حمید اللہ خان' حاجی محمد رفیق آرائیں' حاجی لطف اعوان' محمد زاہد انجم آرائیں اور راقم نے مولانا اللہ وسایا صاحب کو رخصت کیا۔ پھر مولانا ٹالہی کے لئے عازم سفر ہوئے' اس سفر میں مولانا صاحب کے ہمراہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی' مولانا عبدالخبیر ہزاروی' جناب فضل کریم بھی تھے۔ رات عشاء کی نماز کے بعد ٹالہی میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ہوئی' جس کی کارروائی قرآن مجید کی تلاوت سے ہوئی۔ تلاوت حافظ محمد ساجد جھنڈو نے کی اور اسٹیج سیکریٹری کے فرائض جناب منور علی راجپوت کنوینر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھنڈو نے ادا کئے۔ مولانا عبدالخبیر ہزاروی' مولانا محمد نذر عثمانی' مولانا احمد میاں حمادی کی تقاریر ہوئیں حضرت حمادی صاحب کا بیان سندھی میں تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے اپنے خطاب میں علاقہ کے مسلمان زمینداروں سے اپیل کی کہ وہ ہمت کر کے قادیانیت کے خلاف کام کریں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آپ کے ساتھ ہے۔ آخری خطاب شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا تھا' جس میں آپ نے قادیانیت کا خوب احسن انداز میں آپریشن کیا اور سیرت کے موضوع پر سیر حاصل خطاب کیا۔ کانفرنس رات دو بجے کے بعد ختم ہوئی کانفرنس میں ڈگری' جھنڈو' ٹنڈو جان محمد' نوکوٹ' فضل بھمبرو' نفیس نگر' عمر کوٹ' کری' نبی سراؤ' سے مسلمانوں نے قافلوں کی شکل میں شرکت کی' نعتیہ کلام حافظ محمد طاہر ڈگری والے نے حیدر آباد اور ٹالہی کے پروگراموں میں پیش کیا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ہر حال میں دشمنان رسول کا تعاقب جاری رہے گا

کراچی (پ ر) ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے ترجمان مولانا محمد علی صدیقی نے اپنے ایک بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیت کی یہ بات کبھی پوری نہیں ہوگی کہ وہ ہمیں اسٹیٹ قائم کر سکیں ان کے تمام عزائم خاک میں ملا دیئے جائیں گے اور ہر محاذ پر ان کا مقابلہ کیا جائے گا۔ مولانا نے حکومت سندھ کو واضح الفاظ میں کہا کہ وہ سندھ میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھے اور اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں کا سختی سے نوٹس لے ورنہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے رضاکار خود کام سرانجام دیں گے۔

☆ ۱۹۱۹ء میں مقام پنیالہ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں پیدا ہوئے۔ اس سال برصغیر کی سب سے پہلی علماء کرام کی سیاسی جماعت جمعیت علماء ہند قائم کی گئی۔

نعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

سجاد مرزا، گوجرانوالہ

اے حبیبِ خدا، خاتم الانبیاءؐ! ذکر کرتا ہے رب علا آپ ﷺ کا
جن و انساں، ملائک ہیں محو ثنا، میرے آقا ہے یہ مرتبہ آپ ﷺ کا

نورِ افشاں سبھی راستے ہوگئے، سارے اسریٰ کے اسرار بھی کھل گئے
لوحِ احساس پر جب دکھائی دیا روشنی کا نشاں نقش پا آپ ﷺ کا

ایک مدت سے دوری مقدر میں ہے، جانے کب مجھ کو اذنِ حضوری ملے
میں خطا کار، عاجز ہوں، مسکین ہوں، کملی والے! ہوں لیکن گدا آپ ﷺ کا

مرکزِ جذبِ دل آپ ﷺ کا آستاں، عاصیوں کے لئے جائے امن و اماں
غمزدوں کے لئے آپ ﷺ ہیں مہرباں ہے کھلا باب جود و سخا آپ ﷺ کا

بے قرار کو یونہی قرار آئے گا، ہر صعوبت کا احساس مٹ جائے گا
ہر اندھیرا مقدر کا چھٹ جائے گا، روضہ دیکھوں جو خیرالوریٰ آپ ﷺ کا

تاجدارِ زمیں و آسمان آپ ﷺ ہیں، دونوں عالم پہ سایہ فگن آپ ﷺ کا
فرش سے عرش تک، روز محشر تلک ذکر ہوتا رہے گا سدا آپ ﷺ کا

ارضِ بطحا میں پہنچوں یہ مقدور ہو، آبِ زم زم پیوں تشنگی دور ہو
میں ہوں امیدوارِ نگاہ کرم، میں ہوں سرکار، مدحت سرا آپ ﷺ کا

REGD. NO. SS-160

فرما گئے یہ ہادی

لا نبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

مدرسہ ختم نبوة
مسلم کالونی
صدیق آباد (ربوہ)

سالانہ ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس

30 تا 18 نومبر 98ء
بمطابق
10 تا ۲۸ شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ

وفاق کا امتحان دینے والے طلباء آ سکیں گے، ان کو رہائش و خوراک کی سہولت دی جائے گی، البتہ تعلیم یافتہ کو رہائش ... ہو گی۔
آج سے ہی تمام ... دینی تعلیم کے ... دلچسپی رکھنے والے حضرات کوشش شروع فرمائیں

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی — کراچی

حضرت مولانا محمد امین صفدر — اوکاڑوی

حضرت مولانا بشیر احمد الحسینی

حضرت مولانا اللہ وسایا — ملتان

حضرت مولانا زاہد الراشدی — گوجرانوالہ

حضرت مولانا عبد اللطیف مسعود — ڈسکہ

طاہر رزاق

اشتیاق احمد

خدا بخش — محمد اسماعیل — طارق محمود — جمال اللہ

حفیظ الرحمن — محمد متین خالد — محمد اکرم طوفانی

درخواستیں سادہ کاغذ پر

نام .... ولدیت ....
مکمل پتہ ....
تعلیم ....

درخواستیں بھیجنے کا پتہ (حضرت مولانا) عزیز الرحمن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان فون 061,514122